الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حمد کے لائق ہے وہ ذات نہاں • خالق ومالک ہے جو ہر دو جہاں
تھا وہ اک مخفی خزانہ نور کا • چاہا جب کرنا ظہور اس نور کا
کردیا پیدا حبیب پاک کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم • نور سے اپنے شہ لولاک کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(از حافظ برکت علی قادری لاہوری)

قصیدۃ النعمان مشرح

اہل محبت کے لئے تحفہ نایاب

من تصنیف لطیف رئیس الفقہاء سراج الامت
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ الملقب امام اعظم

قصیدہ متبرکہ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کا صحیح مرقع ہے طالبان حق اس کا ضرور مطالعہ کریں
حاضر کے نام نہاد احناف اور امام موصوف علیہ الرحمۃ کے عقائد میں زمین و آسمان
ہے مثلاً امام اعظم علیہ الرحمۃ شہنشاہ معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی
ظر اور حیات دائمی یقین کرتے ہیں اور یہ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں"

حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ)
روڈ بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور فون: 7657160

کتاب: قصیدۃ النعمان مشرح

تشریح: حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سن اشاعت: ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق 31 اگست 2002ء

بار: دوم

شائع کردہ: الشیخ سید غلام دستگیر قادری ابن الشیخ سید امیر علی قادری ابن الشیخ سید برکت علی قادری

سجادہ نشین دربار عالیہ محفل خانہ غوث پاک حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

پرنٹر: سجاد محبوب پرنٹرز شاہ عالم گیٹ لا

ہدیہ: /150 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم الرؤف الرحیم

وعلیٰ والدہٖ الشیخ السید عبد القادر الجیلی سید

الاولیاء و سلطان عظیم

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوستدار چار یارم تابہ اولادِ علی کرم اللہ وجہہ!

مذہب حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل علیہ السلام!

خاکپائے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر سایہ ہر ولی

ترجمہ: اس اللہ تعالیٰ کا بندہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی، چہار یار کبار اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا محب، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد یعنی سادات کرام کو دوست رکھنے والا ہوں۔ حنفی المذہب ہوں (وجوب تقلید کا قائل ہوں) اور ملتِ ابراہیمی سے تعلق رکھنے والا ہوں۔ (سلطان الاولیاء والعارفین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا غلام اور ہر ولی کے زیر سایہ ہوں۔

سالہا سال سے یہی عقیدہ جمہور اہل اسلام کا چلا آرہا ہے اور اسی پر اجماعِ امت ہے جس کے متعلق شہنشاہ دوسرا حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ ہماری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ لیکن اس

زمانہ میں لوگوں کے عقائد میں اس قدر غلط اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے کہ الامان!
اس افتراق و انتشار کا موجب بعض علماء ظواہر ہوئے ہیں۔ جو اپنے تئیں حنفی
یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ظاہر کرتے ہیں۔ اور حقیقت میں
ان کے عقائد حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کے بالکل برعکس
ہیں۔ مثلاً حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آقائے دو جہان رحمتِ عالمیان
صلی اللہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کو حیات النبی اور حاضر و ناظر مانتے ہیں
اور یہ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں۔

عوام بیچارے اپنی جہالت یا کم علمی کے باعث محض "حنفی" کے لفظ سے
متاثر ہو کر ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑا
ہی عرصہ ان کی صحبت میں رہ کر اپنے پرانے عقائد حقہ کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

آجکل حنفیت تو ایک ایسی آڑ بن چکی ہے کہ ہر عالم ذی ہوس اور زاہد
ظاہر پرست کو اپنے مقلدین کی تعداد بڑھانے کے لئے اس کی اشد ضرورت
ہے۔ کیونکہ ہندوستان اور پاکستان میں اکثریت احناف اہل سنت جماعت کی ہے
چنانچہ اپنا کاروبار وسیع کرنے کی غرض سے "اصلی اور نقلی حنفیت" کے اشتہارات
تقسیم کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی طریقت کے سلسلوں کا بھی اعلان کیا جاتا
ہے کہ "ہم نقشبندی، چشتی، سہروردی وغیرہ بھی ہیں" گویا ان لوگوں نے
دکانداری کا اچھا خاصا سلسلہ بنا رکھا ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
اور بزرگانِ دین کے اسمائے گرامی کو بدنام کر رہے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں :- ؂
اگر بینی کہ نابینا وچاہ است
وگر خاموش بنشینی گناہ است

"اگر تو دیکھے کہ نابینا کے راستے میں کنواں ہے اور وہ اس میں گر کر ہلاک ہو جائے گا تو ایسے وقت میں تیرا خاموش بیٹھنا سراسر گناہ ہے"۔

چنانچہ اس نیک خیال کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصیدہ الموسوم بہ **قصیدۃ النعمان** معہ شرح شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ عوام کو حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد سے آگاہ کیا جائے اور وہ چاہِ ضلالت میں گرنے سے بچ جائیں۔ یہ قصیدہ متبرکہ صحیح حنفی عقائد کا ترجمان ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت بلند پایہ فقیہہ اور مجتہد ہیں آپ کا لقب امام اعظم ہے۔ آپ کے والد اور دادا امیرالمومنین سیّدنا و مولٰنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دونوں کی اولاد کے لئے دعائے خیر و برکت کی۔ شرح مشکوٰۃ ابن حجر مکی میں لکھا ہے کہ آپ کو آٹھ صحابیوں کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے باطنی فیوضات حضرات امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حاصل کئے۔ چنانچہ آپ کا مشہور قول ہے۔ لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ اگر دو سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں نہ ملتے تو نعمان (یعنی ابو حنیفہ) ہلاک ہو گیا تھا۔ مدینہ منورہ میں جب کبھی حاضری کا موقع نصیب ہوتا تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس کی جاروب کشی کرتے۔ آپ کو خاندانِ سادات عالیہ سے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "کشف المحجوب" میں ارقام فرماتے ہیں:-

"اماموں کے امام، اہل سنت وجماعت کے پیشوا، فقہا کیلئے باعث شرف اور علما کیلئے باعث عزت حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجاہدات اور عبادات میں نہایت ثابت قدم اور اصول طریقت میں آپ کی بڑی شان ہے"۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ مے فرماید کہ چوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم را بخواب بدیدم عرض کردم کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ اَطْلُبُکَ یعنی کجا جویم ترا فرمودے عند علم ابی حنیفۃ یعنی نزد علم ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ)

(ترجمہ) حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا میں نے عرض کی "حضور (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟" فرمایا "ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے علم کے نزدیک مجھے ڈھونڈنا"۔

گویند کہ ہرگاہ بطواف روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرفتے بگفتے السلام علیک یا رسول اللہ جواب آمدے وعلیک السلام یا امام المسلمین یعنی جس وقت شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کا طواف کرتے اور عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ تو روضہ مطہرہ سے آواز آتی وعلیک السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے امام تجھ پر بھی سلام ہو۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اور میں علی بن عثمان جلابی رحمۃ اللہ علیہ ملک شام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن جناب سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا۔ پھر دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لائے اور ایک بوڑھے شخص کو اس طرح بغل میں لئے ہوئے تھے جسطرح بچوں کو شفقت سے بغل میں لیتے ہیں۔ میں دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گیا اور آپکے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ اور تعجب کر رہا تھا کہ وہ بوڑھا کون ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور معجزہ میرے دل اور دلی اندیشہ پر اطلاع پاکر فرمایا کہ یہ شخص تیرا اور تیرے اہل ملک کا امام یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ مجھے اس خواب سے ثابت ہو گیا کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو اوصافِ طبع سے فانی اور احکام شرع سے باقی اور اُن کے ساتھ قائم ہیں اور آپ کو اوصاف طبع سے نکال کرنے جانے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں "

آپ کا سن ولادت ۸۰ھ ہے اور بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۱۵۰ھ میں بغداد معلےٰ میں (جہاں آپ کا مزار مقدس ہے) داصلِ بحق ہوئے۔

قصیدۃ النعمان آپکی اسوقت کی تصنیف ہے جب آپکو دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریابی ہوئی اور روضۂ اطہر کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوئے اس کا ایک ایک شعر سچی عقیدت اور دلی محبت سے لبریز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ ارض و سما حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار میں دست بستہ کھڑے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ عرض معروض کر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو بالیقین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حاضر و ناظر جان کر اپنے دل کی داستان سنا رہے ہیں ؎

حافظ بے کل کی خبر لیجئے سلطان عرب
اے خبر گیرِ غریباں ذات رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احقر الوریٰ افقر الفقراء
حافظ برکت علی قادری لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی
رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ وابنہ الغوث
الباہر السلطان محی الدین سید عبد القادر الجیلانی
قدس سرہ النورانی وعلی اولیاء امتہ اجمعین ○

حمد و سلام

حمد کے لائق ہے وہ ذاتِ نہاں! تھا وہ اک مخفی خزانہ نور کا
خالق و مالک ہے جو ہر دو جہاں چاہا جب کرنا ظہور اس نور کا

کر دیا پیدا حبیب پاک کو صلی اللہ علیہ وسلم
نور سے اپنے شہِ لولاک کو صلی اللہ علیہ وسلم

السلام اے نورِ حق شمس الضحیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کُن منور قلب من بدر الدجیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
السلام اے مالکِ کون و مکاں من رأنی قد رأ الحق بے گماں
السلام اے پیر پیراں السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ السلام اے میر میراں السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غیب سے حافظ یہ آتی ہے ندا
میری جانب اے مبارک جلد آ

شاہِ خوباں کی آمد

صلے اللہ علیہ وسلم

شاہِ خوباں کی آمد کا چرچا ہوا (صلے اللہ علیہ وسلم)	شور ہر سمت صلّ علےٰ کا ہوا
شکرِ حق آگئے جنکی خاطر جہاں	لامکان و مکاں عرش پیدا ہوا
سر بسجدہ گرا انکے قدموں میں جو	اُس کے سر کامرانی کا سہرا ہوا
جس نے کی دل سے تعظیم شاہِ اُمم (صلے اللہ علیہ وسلم)	دونوں عالم میں بول اس کا بالا ہُوا
بدلیاں رحمتوں کی اُمنڈنے لگیں	جس جگہ آپ کا ذکرِ اعلےٰ ہوا
کس لئے غم میں ہو مبتلا مجرموں	دیکھو دامانِ رحمت ہے پھیلا ہوا
میرے دل سے ہوا محو مرنے کا ڈر	جب سے بخشش کا انکی اشارا ہوا
شاہِ شاہاں کا دامن ابھی تھام لو (صلے اللہ علیہ وسلم)	پھر نہ ہاتھ آئے گا وقت گزرا ہوا
سر جھکائے ہوئے ہیں ملائک کھڑے	جس رہِ پاک سے گزران کا ہوا
جبکہ خود ربِّ اکبر نے تعظیم کی	نجدئی بے ادب تجھ کو پھر کیا ہوا
کُلبۂ حزن و غم آج حافظ ترا	انکی رحمت سے عرشِ معلّیٰ ہوا
دست بستہ کھڑے عرض کیجو سلام	شاہِ والا (صلے اللہ علیہ وسلم) کی خدمتیں لاکھوں سلام

شاہِ شاہانِ زماں ﷺ

مالکِ کون و مکاں ذاتِ رسولِ عربی ﷺ

شاہِ شاہانِ زماں ذاتِ رسولِ عربی

صاحبِ لولاک لما شانِ مبارک جن کی ﷺ

زینتِ ہر دو جہاں ذاتِ رسولِ عربی ﷺ

حمد ہو کس سے ادا ان کی بجز ذاتِ خدا

ہے وہی مرتبہ داں ذاتِ رسولِ عربی ﷺ

نقشہ ذاتِ نہاں داورِ بے چون و نشاں!

احمدِ بے میم عیاں ﷺ ذاتِ رسولِ عربی ﷺ

پیرِ پیراں کی عنایت نے بنایا مجھ کو!

بندۂ حلقہ بگوشاں ذاتِ رسولِ عربی ﷺ

یا الٰہ گرمیٔ محشر میں حبیبِ اکرم ﷺ

ہوں مرے ظلِ اماں ذاتِ رسولِ عربی ﷺ

حافظِ بے کل کی خبر لیجیے سلطانِ عرب ﷺ

اے خبر گیرِ غریباں ذاتِ رسولِ عربی ﷺ

از

داستانِ غم

قصیدۃ النعمانؒ

مُشرّح من تصنیف لطیف امام الائمہ پیشوائے اہل سنت وجماعت

سیدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

معہ منظوم پنجابی ترجمہ از ناچیز حقیر سگِ درگاہِ عالیہ قادریہ

(حافظ) برکت علی عفی عنہ

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاكَا

ترجمہ :- " اے سرداروں کے سردار (بادشاہوں کے بادشاہ) میں آپ کی خدمت عالیہ میں آپ ہی کا قصد کر کے حاضر ہوا ہوں (قصد خدمت اور شرف زیارت کے سوا اور کوئی غرض یہاں آنے کی نہیں) حضور کی خوشنودی اور رضامندی کا امیدوار ہوں اور آپ کی حمایت میں سب برائیوں سے بچنا چاہتا ہوں "

تاہنگاں پاک سجن دیاں لگیاں جداس مرد ربانے
وچہ دربار شاہانہ آئے قصہ درد سنانے

صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ شہاں سردارِ رسولاں عرض کراں گزاری

صرف زیارت مقصد میرا جاں صدقے ہیں واری

دل وچ لے امیداں آیا جے کر کرم کماؤ

خوشیاں دی کوئی حد نہ میری جے راضی ہو جاؤ

اک حمایت آپ دی کافی بس ایہو ہی لوڑاں

صلی اللہ علیہ وسلم

جس سر سایہ پاک نبی دا رہندیاں نہ اس تھوڑاں

یوں تو اہلِ حدیث بھی دبی زبان سے آپ کے علمِ حدیث کے قائل ہیں اور علمائے دیوبند اور ان کے متبعین۔ تو بالخصوص اپنے آپکو حنفی یعنی سیدّنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے اور حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کے مابین ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ آپ نے اپنے قصیدہ متبرکہ کے مطلع یعنی پہلے ہی شعر میں نہ صرف عقائد باطلہ کی بیخ کنی کر دی ہے بلکہ چند الفاظ میں چار اہم مسائل اس خوبی اور وضاحت سے بیان فرمائے ہیں گویا کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے۔ سب سے اوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو حاضر و ناظر جانا ہے۔ دوسرے آپ کو حیات النبیؐ مانا ہے۔ تیسرے محبوبانِ خدا سے استمداد کرنا اور چوتھے بعد از وصال شریف بزرگانِ عظام کے مزاراتِ پاک پر دست بستہ کھڑے ہو کر ان سے براہِ راست دلی مرادیں مانگنا جائز قرار دیا ہے۔

اب اگر کوئی شخص آپ کے عقائد مذکورہ سے اختلاف رکھتا ہے تو

سمجھ لیجئے وہ حنفی العقائد نہیں ہے۔ اس کا حنفی بننا کسی اور مقصد کے لئے ہے۔ نیز مذکورہ عقائد کو شرک کی طرف منسوب کرنے والا کون ہے؟ خود ہی فیصلہ کرلیں!

قصیدہ شریف کا آغاز لفظ **یا** سے ہے اور **یا** لفظِ مخاطبہ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو حاضر و ناظر اور حیات النبی یقین کرتے ہوئے مؤدبانہ التماس کر رہے ہیں "شاہنشاہا! میں آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں مجھے اپنے ظلِ حمایت میں پناہ دیجئے۔"

مسئلہ حاضر و ناظر: اس زمانہ میں اس مسئلہ کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ جبکہ سائنس کی نئی ایجادات مثلاً ریڈیو۔ ٹیلی ویژن (TELEVISION) وغیرہ ہمارے سامنے موجود ہیں۔ تاہم مومنین کے اطمینان قلب کے لئے چند ایک حوالہ جات نیچے درج کئے جاتے ہیں۔ نیز اس کتاب کے آخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق علماء کرام کا متفقہ فتویٰ معہ سلام حضوری دیا ہوا ہے۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمالیں۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحت آیۂ کریمہ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا تحریر فرماتے ہیں:۔

وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبۂ
ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ
و حقیقت ایمان او چیست حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ
است کدام است پس او مے شناسد گناہانِ شمارا و درجاتِ
ایمانِ شمارا و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا،

لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و
واجب العمل است ۔

اور تمہارے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تم پر گواہ ہوں گے اس واسطے کہ آنجناب بالواسطہ نور نبوت ہر دیندار کے رتبہ دین پر آگاہ ہیں کہ وہ آپ کے دین میں کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور جس حجاب کے باعث وہ ترقی سے رہ گیا ہے کونسا ہے۔ پس جناب سرور انس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے گناہوں، درجاتِ ایمان، اچھے اور برے اعمال، اخلاص اور نفاق کو پہچانتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی شہادت دنیا میں شرع کے حکم سے اُمت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہیں۔

شہید کے معنی گواہ اور لغوی معنی حاضر کے ہیں (ملاحظہ ہو منتہی الارب فصل ش۔ ہ م) آیۂ مذکورہ بالا میں جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اُمت پر گواہ بنائے گئے ہیں۔ یہ ایک عام فہم بات ہے کہ اگر کوئی گواہ موقعہ پر موجود نہ ہو تو اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہوتی۔ پھر حدیث شریف میں ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ مثلاً ایک شخص مسجد میں جوتی چرانے کی نیت سے داخل ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر باجماعت نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کے نامۂ اعمال میں وہی عمل درج کیا جائے گا جس کی نیت سے وہ مسجد میں داخل ہوا۔ اسی واسطے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آقائے کل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نیک و بد اعمال اور اخلاص و نفاق سے واقف ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ظاہر و باطن کو ہر آن ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اعمالِ اُمت کے عینی شاہد ہیں۔ کیونکہ جب دنیوی امور میں شہادت سماعی

کوئی وقعت نہیں رکھتی تو بارگاہِ ایزدی میں ایسی شہادت کس طرح منظور ہو سکتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جامع البرکات میں ارقام فرماتے ہیں۔

"وے صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال و افعال امتِ خود مطلع است و بر مقربان و خاصان خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر است۔"

حضور نبی کریم شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام امت کے اعمال اور افعال کی اطلاع ہے۔ اور جناب اپنے مقربین و خواصوں کے مددگار اور ان کو فیض پہنچانے والے ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں)، اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں لکھتے ہیں:۔

"پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر داند۔"

"پس چاہیئے کہ بندہ جس طرح کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کو برابر اپنے تمام احوال پر ظاہر و باطن میں واقف اور خبردار جانتا ہے۔ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ظاہر و باطن میں خبردار اور حاضر جانے۔"

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد اول ص ۱۵۱ نماز کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وَاحْضُرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

یعنی نماز میں جب تو التحیات پڑھنے لگے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پر پہنچے تو اپنے دل میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے وجود اطہر کو موجود کر یعنی حاضر و ناظر سمجھ کر عرض کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذاتِ اقدس پر سلام ہو۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

- شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف الابریز کے صہ۲۷ پر ارقام فرماتے ہیں:۔

وَاَقْوَی الْاَرْوَاحِ فِیْ ذَالِکَ رُوْحُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّھَا لَمْ یُحْجَبْ عَنْھَا شَیْءٌ مِنَ الْعَالَمِ

اور سب روحوں سے زیادہ قوی حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی روح پاک ہے۔ دنیا کی کوئی چیز آپ کی روح مبارک سے پوشیدہ نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مَا تَوَجَّھْتُ قِبَلَ قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا دَرَئِیْتُہٗ حَاضِراً وَظَاھِراً"

میں جس وقت بھی روضہ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا ہوں، میں نے آپ کو حاضر و ظاہر دیکھا ہے۔

مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام

سوائے معدودے چند وہابیوں اور گروہ معتزلہ کے جملہ اہل اسلام انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد از وصال کے قائل ہیں:۔

قرآن مجید میں شہداء کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے جو عطا کیا اس پر خوش ہیں۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ انبیاء علیہم السلام شہداء سے افضل ہیں جب شہداء زندہ ہیں۔ زندوں کی طرح کھاتے پیتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ تو حیات انبیاء ان کی نسبت بدرجہا اولیٰ اور افضل ہے۔

جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب صفحہ ۲۰۰-۱۹۹ مصنفہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

و باتفاق علما در حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وفات، ہیچ شبہ نیست و ہمچنیں سائر انبیاء علیہ و علیہم السلام در قبور زندہ اند بحیاتے کامل تر و بحقیقت تر از حیاتِ شہداء کہ در کلام مجید از وے خبر دادہ است۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از وصال میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے (بلا شک و شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں) اور اسی طرح باقی انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کی زندگی زیادہ کامل اور زیادہ حقیقت والی ہے بہ نسبت حیاتِ شہداء کے جس کا

ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

آگے چل کر ص۲ پر ارقام فرماتے ہیں: "حیات انبیاء علیہم السلام اخص و اکمل واتم از حیات شہداء باشد چنانچہ مذہب مختار و متفق است"۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی بہ نسبت شہداء زیادہ خاص، زیادہ کامل اور زیادہ تمام ہوتی ہے۔ یہی مذہب مختار و متفق ہے۔

حدیث شریف:۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ مَرَّ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ (اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق سرکار سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج شریف کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے (اس حدیث شریف کو مسلم نے بیان کیا)

جذب القلوب ص۱۹۷ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

از جملہ احادیث کہ مثبت حیات انبیاست صلوات اللہ علیہم ایں حدیث است کہ ابو یعلیٰ بنقل ثقات از روایت انس بن مالک مے آرد۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ..........

منجملہ احادیث جن سے انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت ملتا ہے یہ ایک مستند حدیث شریف ہے جس کو ابو یعلیٰ نے بنقل ثقات حضرت

انس بن مالک سے روایت کیا ہے حضور مالکِ کونین سیّد الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :۔ انبیاء علیہم السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں :

جب شہداء اور انبیاء علیہم السلام باتفاق علماء اہل سنّت و جماعت زندہ باجساد ہیں تو حضور سیّد الانبیاء والمرسلین کی حیات پاک کے متعلق کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب درّ ثمین کے صـ۶ پر ارقام فرماتے ہیں :۔ الحدیث السابع عشر۔ اَخْبَرَنِیْ سیّدی الوَالِدُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شیخی السیّد عبد اللّٰہ القاری قَالَ حَفِظْتُ الْقُرْآنَ علی قاری زاھد کَانَ یَسْکُنُ فی البریۃ فَبَیْنَا نَحْنُ نتداوس القرآن اذا جاء قَوْمٌ مِنَ الْعَرَبِ یَقْدِمُھُمْ سیّدھم فاستمع قراۃ القاری وقال بارک اللّٰہ ادّیت حق القرآن ثُمَّ رَجَعَ وَجَاءَ رَجُلٌ آخر بذالک الزّیّ فاخبر اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَھُمُ الْبَارِحَۃَ اَنَّہٗ سَیَذْھَبُ اِلَی الْبَرِیَّۃِ الْفُلَانِیَّۃِ لِاسْتِمَاعِ قِرَاۃِ القاری ھناک فَعَلِمْنَا اَنَّ السَّیِّدَ الَّذِیْ کَانَ یقدمھم ھُوَالنَّبِیُّ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَدْ رَءَیْتُہٗ بِعَیْنِیْ ھَاتَیْنِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ترجمہ : مجھ سے بیان کیا جناب والد نے کہ مجھے خبر دی میرے شیخ سیّد عبد اللہ قاری نے کہ میں نے قرآن مجید قاری زاہد سے حفظ کیا جو جنگل میں رہتے تھے۔ اس اثنا میں کہ ہم قرآن مجید کا دور کر رہے تھے کہ ایک جماعت

اہل عرب کی آئی۔ ان کا سردار ان سے آگے تھا۔ انہوں نے (یعنی سردار نے) قاری صاحب کی قرأت سنی اور فرمایا بَارَكَ اللّٰه تم نے قرآن شریف کا حق ادا کیا۔ پھر وہ تشریف لے گئے اور ایک صاحب اسی صورت میں آئے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے کل شب کو ان لوگوں سے فرمایا تھا کہ فلاں بیاباں میں قاری کی قرأت سننے کو تشریف لے جا دیں گے پس ہم نے جانا کہ جو سردار قوم کے آگے آگے تشریف لائے تھے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور کہا عبداللہ قاری نے کہ میں نے آپ کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فداہ روحی فرماتے ہیں:۔ اِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ، تحقیق میرا علم بعد وصال (شریف) ایسا ہی ہے جیسا اس دنیوی حیات میں تھا۔

جذب القلوب صـ ۱۹۵ :۔ حدیث شریف۔ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ میفرماید زیارتِ قبرِ من بعد از وفات حکم صحبت من دارد چوں در عینِ حیات۔ بنائے ایں حدیث بر ثبوت وصحت حیاتِ حضرت سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم است۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ حج کرنے کے بعد کسی کا میرے مزار (اقدس) کی زیارت کرنا ایسا ہی ہے جیسے اس نے ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث شریف حضرت سرکار کائنات علیہ اکمل التحیات والتسلیمات کی حیات پاک کے ثبوت اور صحت پر دلالت کرتی ہے۔

اسی واسطے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "یا سید السادات" حاضر و ناظر کا خطاب کر کے عرض کیا ہے "جئتک قاصداً" میں دلی قصد کر کے آپ کے حضور آیا ہوں۔ "ارجو رضاک" آپ کی خوشنودی اور رحمت کا امیدوار ہوں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات نہ سمجھتے تو اس طرح خطاب نہ کرتے۔

آیاتِ قرآنیہ۔ احادیث شریفہ اور اقوالِ اکابرِ دین مندرجہ بالا پر اگر کسی کو یقین نہیں ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس کے دل میں نورِ ایمان اور محبت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ مُردہ دل ہیں وہی اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام کی حیات کے منکر ہیں۔ اور ان کی شان میں گستاخانہ اور بے باکانہ گفتگو کرنے کے عادی ہیں۔

(۲)

وَاللّٰہِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ
قَلْبًا مَّشُوْقًا لَّا یَرُوْمُ سِوَاکَا

ترجمہ:- اے بہترین خلائق! (جملہ کائنات اور موجودات سے افضل) بخدا میرے پہلو میں ایک ایسا دل ہے جو آپ ہی کا شیفتہ ہے۔ اور آپ کی ذاتِ اقدس کے سوا کسی کا طلبگار نہیں ہے۔

کُل خلقاں تھیں افضل آقا قسم خدا دی کھاواں

ہو گیا اے دل عشقے اندر ڈاڈواں ڈول نھاواں

نہ کجھ چاہندا نہ من بھاندا باجھ تساں ہُن کوئی

عاشق دی گل عاشق سمجھے جانے ہور نہ کوئی

بے حجابانہ درآ از درِ کاشانۂ ما

کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما (سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سبحان اللہ! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شہنشاہِ دوسرا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کس قدر محبت ہے کہ سوختہ جاناں اور دل البستگان کی طرح اپنے محبوب پاک کو راضی کرنے اور اپنی محبت کا یقین دلانے کے لئے اللہ کی قسم کھا کر عرض کر رہے ہیں۔

"اے ماہِ خوباں! بہترین و بہترین خلائق میرا دل آپ پر فریفتہ ہے آپ کے سوا کسی دوسرے کی الفت کو یہاں گنجائش نہیں ہے۔"

نہ حُور پہ مائل ہے نہ شیدا ہے پری کا!

دیوانہ ہے مدت سے دل اپنے نبی کا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

۳

وَبِحَقِّ جَاهِكَ اِنَّنِیْ بِكَ مُغْرَمٌ

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّنِیْ اَهْوَاكَا

ترجمہ :- آپ کی بزرگی اور بلند مرتبہ کی قسم میں آپ کا فریفتہ

ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں آپ کا شیدائی ہوں۔

دوہاں جہاناں اندر ہینڈڑے ہادی پشت پناہا!

قسم اُچیری شان تساندی عالی مرتبہ شاہا!

رب سچے نوں معلم سارا حال اس ٹُٹڑے دِل دا

چیٹک لایا عشق تساڈڑے اِک پل چین نہ مِل دا

اس شعر میں بھی دیوانگانِ عشق کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علو مرتبت کی قسم کھا کر اپنی محبت کا اظہار فرما رہے ہیں اور اس سلسلۂ الفت میں اللہ تعالیٰ کو شاہد بنا رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ شہنشاہِ دو جہاں مالکِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت مین ایمان ہے۔ دلائل الخیرات میں حدیث شریف ہے

اَلَا لَا اِیمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ اَلَا لَا اِیمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۔ فرمایا خبردار ہوشیار ہو کر سن لو جس کے دل میں میری محبت نہیں وہ بے ایمان ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ مجھے اپنی جان، مال، اپنے بیٹے اور اپنے باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ رکھتا ہو۔

تَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِی الْاِیْمَانِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِی مَحَبَّتِیْ وَیَتَفَاوَتُوْنَ فِی الْکُفْرِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِی بُغْضِیْ۔ لوگوں کے ایمان میں اتنا ہی فرق ہے جتنا میرے ساتھ ان کی محبت میں فرق ہے۔ اور کفر میں بھی اسی قدر تفاوت ہے جتنا میرے ساتھ ان کے بغض میں تفاوت ہے۔ یعنی کامل محبت والا مومن کامل ہے اور ناقص محبت والا ناقص الایمان ہے۔ ہر شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے مطابق درجہ ایمان ملتا ہے۔ اس طرح آپ سے بغض رکھنے والا بھی اپنے بغض کے مطابق کافر ہے۔ جتنا زیادہ بغض رکھنے والا ہے اتنا ہی بڑا کافر ہے۔

یہ حدیث شریف بلاشبہ لوگوں کے ایمان کی کسوٹی ہے۔ ہر زمانہ میں ہر قسم کے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ دورِ حاضرہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ تو ایسے اعلیٰ درجہ ایمان والے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی ان کے دلوں کی کلیاں کھل جاتی ہیں۔ اور بعض ایسے بدبخت اور بدعقیدہ ہیں کہ جہاں کسی نے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہا ان کے سینہ میں بغض کی آگ بھڑک اٹھی اور شرک و کفر کے فتوے لگانے لگے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ اس حدیث پاک کے مضمون پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر اپنے ایمان کی خبر لیں۔

۴

أَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرَءٌ
كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَا

ترجمہ:- آپ وہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ اقدس نہ ہوتی تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو جملہ کائنات ہی پیدا نہ ہوتی۔

ذات تساڈڑی شاناں والی جے رب کرے نہ پیدا
ہُندا نہ کوئی آدم زادہ دُنیا وچہ ہُویدا
ہرگز ہرگز کوئی نہ ہُندا نہ ایہہ سلسلہ سارا
آپ دی خاطر خالق و مالک کیتا ایڈ پسارا

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی بھیجی لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا تحقیق میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے پیدا کیا کہ جو عزت وعظمت آپ کی میرے نزدیک ہے وہ ان پر ظاہر کردں اگر آپ (حبیب پاک) نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا۔

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے أَتَانِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ جبریل علیہ السلام نے میرے پاس حاضر ہو کر کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ ہوتے تو جنّت کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ ہوتے تو میں دوزخ کو نہ بناتا۔

۵

أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰى
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَا

ترجمہ:۔ آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کے چاند نے روشنی کا لباس آپ کے نور سے پہنا اور سورج بھی آپ کے نورِ حسن سے روشن ہے۔

روشن نوروں آپ دے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بدر نے روشنی پائی
سورج نوں بھی نور تساڈڑے بخشی اے روشنائی
عقلوں فکروں باہر یارو نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیاں شاناں
اندر لامکان مکانے چمکیا دوہاں جہاناں

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ ثقلین باعثِ ایجادِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نورِ انور اپنے نور سے پیدا کیا اور پھر اس نور سے کائنات کا ظہور کیا۔ احادیثِ صحیحہ میں ہے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا) وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ (تمام خلائق میرے نور سے ہے اور میں اللہ کے نور سے ہوں)۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "دقائق الاخبار" میں ارقام فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عرق روئے مبارک سے عرش۔ کرسی۔ لوح وقلم۔ چاند۔ سورج۔ ستارے اور جو کچھ آسمان میں ہے پیدا ہوئے۔ سرِ اقدس کے عرق سے فرشتے۔ سینہ مبارک کے عرق سے انبیاء ورسل۔ علماء۔ شہداء اور صلحا اور ابروئے پاک کے عرق سے جملہ اہلِ ایمان پیدا ہوئے ہیں۔

احادیث شریفہ سے بلا شبہ ثابت ہے کہ آپ کا نورِ انور تمام اشیاء کی اصل ہے نیز آپ کا لقب مبارک "اُمّی" ہے اور عربی میں لفظ "اُمّ" کے معنی اصل کے ہیں۔ مثلاً اُمّ القریٰ یعنی مکہ مکرمہ، اُمّ الکتاب (سورۃ فاتحہ) اُمّ الامراض (تمام بیماریوں کی اصل)، اُمّ الخبائث (تمام خبائث کی جڑ) وغیرہ وغیرہ۔ شاید کوئی بے ادب کسی کافر یا پلید جانور کی اصل کے متعلق اعتراض کرے تو اس کا جواب ہے کہ فروع کے احکام اور اثرات اصل پر جاری نہیں ہوتے مثلاً دوات میں سیاہی تمام حروف کی اصل ہے جب اس سے قرآن پاک کے حروف بنتے ہیں تو حکم جاری ہوتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْن

دکوئی پلید آدمی اس کو مت چھوئے) اور جس وقت اسی سیاہی سے یزید، نمرود، فرعون، قرن الشیطان، نجدی اور اسی قسم کے دیگر الفاظ لکھے جاتے ہیں تو قابلِ تعظیم نہیں ہوتے۔

(۶)

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا رُفِعْتَ إِلَى السَّمَاء
بِكَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَيَّنَتْ لِسُرَاكَا

ترجمہ:- آپ وہ ہیں کہ جب شبِ معراج میں آسمان پر لے جائے گئے تو آپ کی بدولت آسمان کو بلند مرتبہ حاصل ہوا۔ اور آپ کے تشریف لانے سے مزین ہوگیا۔

جد معراج دی رات نوں رب نے آپ نوں کول بلایا
رنگا رنگ سجاوٹاں نالے عرش عظیم سجایا
زینت بخشی اسماناں نوں برکت پاک نبی ﷺ دی
دن پھر آئے قسمت جاگی جبرائیل وحی دی

۷

أَنْتَ الَّذِي نَادَاكَ رَبُّكَ مَرْحَبًا
وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبِهِ وَحَبَاكَا

ترجمہ:- آپ وہ ہیں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو مرحبا کہہ کر پکارا۔ اور اپنے قرب کے لیئے بلایا اور بخشا جو کچھ کہ بخشا۔

استقبال خدا خود کیتا حوراں شگن منائے
سرور نبیاں شاہ رسولاں صلی اللہ علیہ وسلم جد عرشاں تے آئے
آن آوازے مرحبا مرحبا! پاک حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پیارے
ہور بھی نیڑے ہور بھی نیڑے آ جیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دلارے

ان ہر دو مذکورہ اشعار میں معراج شریف کا ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی اور تمام عجائبات مشاہدہ کرائے۔ آسمان مزین کیئے اور بہشت سجائے گئے، حور و غلمان ملائکہ، انبیاء و رسل دست بستہ بہر استقبال کھڑے تھے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام نے خیر مقدم کیا۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحیےٰ و عیسیٰ علیہما السلام تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام چھٹے پر حضرت موسےٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شرف زیارت حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ جب مقام دنےٰ کے قریب پہنچے تو آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ اُدْنُ یَا حَبِیْبِیْ

اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے حبیب بہترین خلائق قریب آئیے۔ مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَ رَسُوْلِیْ (اللہ تعالےٰ نے فرمایا مرحبا اے میرے حبیب اور میرے رسول) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تفسیر حسینی میں ہے، ارشاد باری ہُوا۔ یَا مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰالِکَ خَلَقْتُ لِاَجْلِکَ اے (پیارے) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہوں اور آپ ہو اور جو اس کے سوا ہے۔ میں نے آپ کی خاطر پیدا کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی یَا رَبِّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوٰی ذٰالِکَ تَرَکْتُ لِاَجْلِکَ اے رب تو ہے اور میں اور جو کچھ اس کے سوا ہے، میں نے تیری خاطر چھوڑا، گویا اس قسم کی راز و نیاز اور محبت کی باتیں ہوئیں جس کے متعلق فرمایا۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی (اس راز کی گفتگو کو اللہ و حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں) جب اُمّت کا فکر دامنگیر ہُوا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا میرے حبیب غم نہ کیجئے۔ لَکَ مَا سَاَلْتَ ہم نے آپ کی درخواست منظور کی۔ بقول امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا اِنَّ الْجَنَّۃَ حَرَامٌ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ حَتّٰی تَدْخُلَھَا وَعَلَی الْاُمَمِ حَتّٰی تَدْخُلَھَا اُمَّتُکَ فرمایا بے شک جنّت حرام ہے تمام انبیاء پر جب تک آپ اس میں داخل نہ ہوں اور سب امتوں پر حرام ہے جب تک آپ کی اُمّت بہشت میں نہ جائے۔

۸

أَنْتَ الَّذِیْ فِیْنَا سَأَلْتَ شَفَاعَۃً
لَبَّاکَ رَبُّکَ لَمْ تَکُنْ لِسِوَاکَا

ترجمہ:۔ یہ آپ ہی کی شان ہے کہ جب آپ نے ہمارے بارے میں شفاعت کا سوال کیا تو آپ کے پروردگار نے پکار کر کہہ دیا۔ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی کا نہیں ہے۔

وصل وصال دیاں جد گھڑیاں محبوباں تے آیاں
گلاں راز نیاز شفاعت والیاں مُڑ فرمایاں
رب نے کہیا لبیک حبیبا! صلی اللہ علیہ وسلم باہجوں آپ نہ کوئی
اس منصب دے لائق جینوں وچہ درگاہے ڈھوئی

سبحان اللہ! دلکش طرزِ بیان اور سیدنا حضرت امام علیہ الرحمتہ کی عقیدت و محبتِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں جب ہمارے آقا و مولا غمخوارِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم گنہگاروں کی شفاعت کے لئے جنابِ باری سے اذن طلب کیا تو اللہ تعالےٰ نے اندازِ محبت میں پکار کر فرمایا پیارے جس طرح چاہو میں حاضر ہوں۔ کُلُّھُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ سب لوگ میری رضا کے طالب ہیں اور میں آپ کی رضا چاہتا ہوں۔ بھلا یہ تو بتاؤ آپ کے

سوا اور کوئی ہے بھی ؟ جس کو شافع روز جزا ہونے کا بلند مرتبہ حاصل ہو۔ یہ علو مرتبت تو فقط آپ ہی کا حصّہ ہے۔

لبّا کے معنی "لبّیك" کہنے کے بھی آیا کرتے ہیں۔ میدان عرفات میں حاجی لوگ پکار پکار کر اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کہا کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی تسلی کے لئے پکار کر فرمایا "حبیبی امّت کی بخشش کا غم نہ کیجئے۔ آپ کے سوا کوئی دوسرا عہدہ شفاعت کے لائق نہیں"

از لی منکرین شفاعت کو تو معذور رکھیئے "چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند" لیکن وہ لوگ جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین بنتے ہیں اور اپنے تئیں حنفی ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کریں اور جھوٹی حنفیت سے توبہ کریں۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۴۰۸ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انکار شفاعت بدعت و ضلالت است چنانچہ خوارج و بعض معتزلہ بداں رفتہ اند" یعنی انکار شفاعت بدعت و گمراہی ہے جیسا کہ خوارج اور بعض معتزلہ نے اختیار کیا۔

جھوٹے مدعیان حنفیت شفاعت کا انکار کرتے ہوئے عام طور پر حدیث ذیل پیش کیا کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض ترغیب و تاکید عمل کیلئے فرمائی ہے۔ وَیَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ اس حدیث کے متعلق شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں: "اس حدیث میں نہایت ڈرانا اور مبالغہ ہے۔ ورنہ حضور کے اقربا

جن کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے۔ ان کی فضیلت۔ بہشت میں داخل ہونا اور شفاعت آں سرور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی گنہگاران امت کے لئے چہ جائے اقربا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فضیلت اور شفاعت کی حدیثیں اس کے بعد وارد ہوئی ہوں۔ غرض حکم ہوا حضرت کو ڈرانے کا پس بجا لائے اس کو۔

ان لوگوں کے پیش نظر صرف یہی ایک حدیث پاک ہے ورنہ دوسری احادیث میں ارشاد عالی ہے کہ حضور سیدہ خاتون جنت علیہا الصلوٰۃ والسلام جنت میں پاک بیبیوں کی سردار ہیں۔ والحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ اور سیدنا حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔

شفاعت کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں جن میں سے صرف چند ایک درج ذیل ہیں:

حدیث شریف (مشکوٰۃ جلد چہارم باب الحوض والشفاعۃ) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے (رواہ ترمذی وابوداؤد ورواہ ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَیُسَمُّوْنَ الْجَھَنَّمِیِّیْنَ (رواہ البخاری) فرماتے ہیں

مالکِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ ایک قوم آگ سے بسبب شفاعت (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نکالی جائے گی اور بہشت میں ان کا نام جہنمی ہوگا۔

وَفِی رِوَایَةٍ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِی مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِی یُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِیِّیْنَ - ایک اور روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک جماعت میری اُمّت میں سے بسبب میری شفاعت کے نار دوزخ سے نکالی جائے گی۔ ان کا نام جہنمی رکھا جائے گا۔

ترمذی کی حدیث شریف: فرماتے ہیں شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ .... کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم، نبیوں کے امام، ان کے خطیب اور ان کے شافع ہوں گے۔ منکرین شفاعت ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ جب انبیاء علیہم السلام بھی قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے محتاج ہوں گے تو انکار کرنے والوں کی کیا کیفیت ہوگی جبکہ وہ کس مپرسی کی حالت میں ہوں گے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنِّی اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا جس سے ہوسکے مدینہ پاک میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ طیبہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِی جس نے میرے روضہ اطہر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

جذب القلوب مصنفہ حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں

جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ فرماتے ہیں مالکِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جو ہماری زیارت کو آئے اور سوائے شرف زیارت کے اور کوئی حاجت نہ ہو۔ یعنی محض زیارت کی نیت سے آئے قیامت کے دن اس کی شفاعت ہم پر لازم ہو گی۔

مدارج النبوّت میں شیخ محقق ومحدّث حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نائب مالک یوم الدّین است۔ ودزروز او ست وحکم حکم او۔ بحکم ربّ العالمین۔ یعنی قیامت کے دن یہ بات واضح ہو جائیگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رب العالمین کے حکم سے بروز جزا اللہ تعالےٰ کے نائب قیامت کے دن کے مالک ہوں گے اور اس روز انہیں کا حکم چلے گا۔

ہم اہل سنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم گنہگاروں کے شافع روز جزا ہیں۔ بحمد اللہ ہم حق پر ہیں۔ آپ ہماری شفاعت ضرور فرمادیں گے۔ منکرِ شفاعت بھی سچا ہے "کیونکہ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَكُنْ مِّنْ اَهْلِهَا۔ ہماری شفاعت حق ہے۔ لیکن جس کو اس پر یقین نہیں وہ اس کے لائق نہیں۔

۹

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَا

ترجمہ :- آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کے بارے میں آپ کو وسیلہ ٹھہرایا تو کامیاب ہوئے۔ حالانکہ وہ آپ کے جد بزرگوار ہیں۔

اوکڑ ویلے جہڑا کہڑا آپ نوں یاد کریندا
صدقے جائیے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم توں مدد اس دی فریندا
حضرت آدم علیہ السلام جدّ سرور دی صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصیبت بھاری
پکڑ وسیلڑا حیلڑا کیتا بخش دتا ربّ باری

طبرانی و حاکم و ابو نعیم و بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی اور وہ فکر توبہ میں حیران و پریشان تھے تو اسوقت انہیں یاد آیا کہ جب میں نے بوقت پیدائش سر اٹھایا تو عرش پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا دیکھا۔ آپ نے اپنے دعائیہ کلمات رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ...... الخ کے ساتھ یہ عرض کیا اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ۔ الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے صدقہ میں میری خطا معاف فرما۔ ارشاد ہوا تونے (جناب) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح پہچانا؟ عرض کی جب تونے مجھے ید قدرت سے بنایا اور مجھ میں روح ڈالی۔ میں نے سر اٹھایا تو ساقِ عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکتوب پایا۔ میں نے جان لیا کہ جس ذاتِ پاک کا نام مبارک اللہ نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہے۔ پس ارشاد ہوا صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اَمَّا اِذَا سَأَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا غَفَرْتُ لَکَ وَمَا خَلَقْتُکَ۔ اے آدم (علیہ السلام) تونے سچ کہا۔ بے شک وہ مجھے ساری خلقت سے محبوب ہیں۔ اب چونکہ تونے ان کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے سوال کیا ہے۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اگر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ تیری بخشش فرماتا۔

(۱۰)

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ
بَرْدًا وَّقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَا

ترجمہ:۔ اور آپ ہی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی تو ان کی آگ سرد ہوگئی اور آپ کے جمال کے نور سے بجھ گئی۔

ابراہیم خلیل علیہ السلام وچہ جد نمرود نے پایا
بلدی اگ وچہ نور تساڈڑے امن امان بچایا
اگ نمرودی نے جد ڈٹھڑا جلوہ پاک سجن دا
اندر آتش ہرا نگیارہ بنیا پھل چمن دا

وہ نورِ انور جو باعثِ ایجادِ کونین ہے جب حضرت آدم علیہ السّلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا گیا تو حضرت آدم علیہ السّلام کو مسجودِ ملائکہ بنایا گیا وہی نور منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی پیشانی میں جلوہ فرما ہوا تو یہ واقعہ پیش آیا۔ نمرود نے ایک بڑی آگ جلائی جس کی تپش سے ہوا میں اڑنے والے پرندے بھی جل جاتے تھے لیکن شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ روشن کی برکت سے آگ سرد ہو گئی اور سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بندش کے سوا کچھ نہ جلا سکی۔

۱۱

وَدَعَاكَ اَيُّوبُ لِضُرٍّ مَسَّهٗ
فَاُزِيلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَا

ترجمہ:۔ اور حضرت ایوب علیہ السّلام نے اس مصیبت اور سختی میں آپ کو پکارا جو انہیں پہنچی تھی۔ پس جس وقت انہوں نے آپ کو (یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو) یاد کیا

ان کی مصیبت جاتی رہی۔

صابر نبی ایوب علیہ السلام دُلارا، ازمائش وچہ آیا

بھار مصیبتاں چایا سر تے دروازہ کھڑکایا

نام لیاں سب دُور بلائیں مرض الم دُکھ سارے

جاندے نظر نہ آندے جسدم وہندے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیارے

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو تمام نعمتوں سے مالا مال کیا۔ حسن صورت بھی۔ کثرت مال اور کثرتِ اولاد بھی۔ ایک بڑی بھاری آزمائش میں ڈالے گئے، ہزارہا بکریاں اور اونٹ جو آپ کی ملکیت تھے مر گئے۔ باغات اور کھیتیاں تباہ ہو گئیں۔ فرزند اور اولاد مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ آپ پھر بھی اللہ کی حمد بجا لاتے اور شکر ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ خود بھی بیمار ہو گئے تمام جسم میں آبلے پڑ گئے۔ بدن اطہر زخموں سے بھر گیا۔ سوائے آپ کی بی بی صاحبہ کے سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بھاری مصیبت اور ابتلا میں جب آپ نے غمخوارِ امتاں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو امداد کے لیئے پکارا تو فوراً ہی مصیبت زائل ہو گئی۔ یاد کرنا ہی تھا کہ سارے غم غلط ہو گئے۔

مذکورہ بالا اشعار میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے عقائد کی مکمل تردید کر دی ہے جو غائبانہ ندا اور استمداد کے منکر ہیں۔ آپ نے

صراحتاً فرما دیا ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (آپ کی ولادت شریف سے قبل) غائبانہ استمداد کرتے چلے آئے ہیں۔ اور آپ ان کی غائبانہ امداد فرماتے رہے ہیں۔ غائبانہ استمداد اور امداد از مقربان خدا کا منکر بلا شبہ بدعقیدہ اور فرقہ ضالہ سے تعلق رکھنے والا ہے، اگر حنفی کہلاتا ہے تو حنفیت کا جھوٹا دعویدار ہے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کے بالکل برعکس ہے۔ ایسے شخص کی صحبت سے بچنا ازبس ضروری ہے۔

(۱۲)

وَبِكَ الْمَسِيحُ اَتٰى بَشِيْرًا مُّخْبِرًا
بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا بِعُلَاكَا

ترجمہ:- اور یہ آپ ہی کی ذاتِ بابرکات ہے جن کے متعلق حضرت عیسٰی علیہ السلام نے آ کر خوشخبری دی حضور کے حسن و جمال کے اوصاف بیان کئے اور آپ کے علو شان و مرتبہ کی مدح سرائی کی۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام روح اللہ بھی جد تشریف لیائے
پاک حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دی آمد والڑے مژدے آن سنائے

حسن جمال ویاں کر صفتاں وسیاں اچیاں شاناں

بعد اساڈڑے آسن حضرت سرورِ کل سلطاناں ﷺ

قرآن پاک میں ہے۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بشارت سنائی کہ میرے بعد ایک نہایت برگزیدہ اور اولوالعزم رسول تشریف فرما ہوں گے۔ ان کا اسم گرامی احمد ہوگا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۴

وَكَذَاكَ مُوسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا
بِكَ فِي الْقِيَامَةِ يَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا

ترجمہ:۔ اور اسی طرح حضرت موسٰی علیہ السلام نے ہمیشہ دنیا میں آپ کا وسیلہ پکڑا اور قیامت میں بھی آپ کے ظلِ حمایت میں پناہ لیں گے۔

پکڑ وسیلڑا شاہِ دو عالم ﷺ ساڈڑے نبی پیارے ﷺ

زندگی دے دن حضرتِ موسٰی علیہ السلام انہویں سدا گذارے

ڈھونڈن آڑ قیامت نوں بھی وقت مصیبت بھاری

جسدن باجھ تساڈڑے حضرت ﷺ کرسی کوئی یاری

چوں بشانش نگاہِ موسیٰ کرد
امتیؐ شد نشش تمنّا کرد

موسیٰ علیہ السلام اگرچہ اولوالعزم اور بلند پایہ مرسل ہیں۔ لیکن جب انہوں نے سالارِ انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ مبارک ملاحظہ فرمائی تو اللہ تعالےٰ کی جناب میں عرض کی الٰہی مجھے بھی اُن کا اُمتی بنا دے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تحت تفسیر آیہ کریمہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا...... ارقام فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الواح تورات عطا فرمائیں تو آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جنابِ باری میں عرض کی الٰہی جو کرم نوازی آپ نے مجھ پر فرمائی ہے مجھ سے پہلے کسی کو ایسی کرامت سے سرفراز نہیں فرمایا۔ جواب ملا موسیٰ علیہ السلام تمہارے دل کو سب نبیوں سے زیادہ تواضع کرنے والا پایا۔ اس لئے تمہیں کلام و رسالت کا شرف بخشا۔ فَخُذْ مَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ وَمُتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَحُبِّ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پس لو جو میں نے تمہیں عطا فرمایا اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اور میری توحید اور میرے حبیب حضرت) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت پر مرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی وہ (حضرت) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں جن کی محبت اور تیری توحید لازم و ملزوم ہیں۔ ارشاد ہوا وہ میرے حبیب لبیب ہیں۔ جن کا اسم گرامی زمین و آسمان پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے عرش پر لکھا موسیٰ علیہ السلام اگر میرا قرب چاہتے ہو تو ان پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی الٰہی مجھے آگاہ فرمائیے کہ وہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ جن کے بغیر تیرا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ خطاب آیا لَوْلَا مُحَمَّدٌ وَّ اُمَّتُہٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلَ وَلَا النَّھَارَ وَلَا مَلَکًا مُقَرَّبًا وَّلَا نَبِیًّا مُرْسَلًا وَّلَا اِیَّاکَ اگر (حبیبی حضور) محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں جنت، دوزخ، سورج، چاند، دن اور رات۔ ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین کسی کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نہ تجھے ہی بناتا۔

ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی۔ اِنَّہٗ مَنْ لَّقِیَنِیْ وَھُوَ جَاحِدٌ بِاَحْمَدَ اُدْخِلُہُ النَّارَ جو میری جناب میں آئے گا درحالیکہ وہ منکر ہو میرے حبیب حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ میں اس کو دوزخ میں ڈالوں گا۔ قَالَ یَا رَبِّ وَمَنْ اَحْمَدُ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْہُ کَتَبْتُ اِسْمَہٗ مَعَ اِسْمِیْ فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ اِنَّ الْجَنَّۃَ مُحَرَّمَۃٌ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِیْ حَتّٰی یَدْخُلَھَا ھُوَ وَاُمَّتُہٗ قَالَ وَمَنْ اُمَّتُہٗ قَالَ الْحَمَّادُوْنَ ...... الخ

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں؟ فرمایا میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک ان سے زیادہ عزت والی ہو۔ زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا۔ جنت تمام مخلوق پر حرام کر دیا گیا ہے۔

جبتک وہ (محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی امت داخل نہ ہوں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ان کے امتی کون ہیں۔ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والے ہیں اور ان کے دیگر اوصاف بیان کیے۔ قَالَ اجْعَلْنِی نَبِیَّ تِلْکَ الْاُمَّۃِ قَالَ نَبِیُّھَا مِنْھَا قَالَ اجْعَلْنِی اُمَّۃَ ذَالِکَ النَّبِیِّ قَالَ اُسْتُقْدِمْتَ وَاُسْتَاخَرَ وَلٰکِنْ سَاَجْمَعُ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ فِیْ دَارِ الْخُلْدِ عرض کی مجھے اس امت کا نبی بنا دے۔ فرمایا ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کی مجھے اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنا دے۔ فرمایا تیرا زمانہ پہلے ہے اور وہ اخیر میں آئیں گے۔ البتہ تمہیں اور ان کو جنت الفردوس میں جمع کر دوں گا۔

المختصر: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جملہ انبیاء علیہم السلام آپ کے خوشہ چین ہیں۔ سب نے بوقت مصیبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نجات کا وسیلہ بنایا۔ اور قیامت میں بھی آپ ہی کا وسیلہ پکڑیں گے۔

۱۴

وَالْاَنْبِیَاءُ وَکُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی
وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاکُ تَحْتَ لِوَاکَا

ترجمہ:۔ جملہ انبیاء و رسل اور ساری مخلوق، فرشتے اور سلاطین (قیامت کے دن) آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

بلک ملائک ہور خلائق انبیا مرسل سارے
کتنے پناہ نہ ملسی جسدن کرسی رب نتارے

ہوسن بیٹھ علم شاہانہ جداو ویلڑا آیا
صدقے جائیے پاک نبی دے کیڈا اکرم کمنایا

(مشکوٰۃ شریف) حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں:۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ۔ قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور یہ فخر یہ بات نہیں ہے۔ اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ ازراہِ فخر نہیں فرماتے۔ اور اس دن آدم علیہ السّلام اور ان کے علاوہ جتنے نبی ہیں سب کے سب میرے علم کے نیچے ہوں گے۔

حاکم و بیہقی عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالٰے عنہ سے راوی ہیں۔ حضور شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَھُوَ تَحْتَ لِوَائِیْ۔ قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور کچھ فخر سے یہ بات نہیں فرماتے ہر شخص اس روز میرے ہی زیرِ علم ہوگا۔

مختلف احادیث میں کہیں انا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدم (تمام بنی آدم کے سردار) کہیں سیّدُ العالمین اور کہیں اَنَا سَیِّدُ النَّبِیّین فرمایا ہے۔

نوٹ :- دورِ حاضرہ میں اکثر لوگ حنفی کہلاتے ہیں اور احناف کی

طرح بغیر رفع یدین نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ مگر جب کسی جگہ حنفی اور وہابی کا

سوال پیدا ہوتا ہے تو وہابیوں کی طرفداری اور ہمنوائی کرتے ہیں۔

اور ان کے عقائد کی حمایت کرتے ہیں ایسے مذبذبین کو چاہیئے کہ بچشم انصاف

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (جنکے نام پر حنفی کہلاتے ہیں) کے عقائد کا مطالعہ

کرکے اپنے عقائد باطلہ کی اصلاح کریں یا جھوٹی حنفیت کا دعویٰ ترک کردیں۔

سیّد الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان تو نرالی ہے

باقی انبیاء علیہم السّلام کو بھی اپنے جیسا سمجھنا کفّار کا شیوہ تھا۔

۱۵

لَکَ مُعۡجِزَاتٌ اَعۡجَزَتۡ کُلَّ الوَرٰی

وَفَضَائِلُ جَلَّتۡ فَلَیۡسَ تُحَاکَا

ترجمہ :- آپ کے ایسے معجزات ہیں جنہوں نے تمام

مخلوق کو عاجز کردیا اور ایسے فضائل جلیلہ ہیں۔ جو بیان

نہیں ہو سکتے۔

معجزیاں دی حد نہ کائی آپ نے جو دکھلائے

سگھڑ سیانے ویکھ جنہانوں حیرت دے وچہ آئے

شاہاں دے اوصاف فضائل وچہ بیان نہ آون

لِکھن لکھ ہزاراں لِ کے لِکھے مول نہ جاون

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

(مشکوٰۃ) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُہٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں مگر یہ کہ معجزات میں سے اسے معجزہ عطا کیا گیا کہ جس کی صفت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مجھے جو معجزہ عطا ہوا وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے۔ اس لیئے میں امیّد کرتا ہوں کہ بروزِ قیامت بلحاظ اُمّت ان سے زیادہ ہوں گا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

انبیاء علیہم السّلام کو ان کے وقت کے مطابق معجزات عطا ہوئے جو ان کے زمانہ تک ہی مخصوص رہے۔ ان کے بعد منقطع ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو یدِ بیضا اور عصا کا معجزہ عطا ہوا۔ کیونکہ اس وقت جادو کا غلبہ تھا۔ ان کا معجزہ جادو پر غالب آیا۔ مُردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو ملا کہ اس زمانہ میں طِب کا زور تھا۔

ان کا معجزہ طب پر حاوی ہوا۔ الغرض جملہ انبیاء علیہم السّلام کے معجزات حسّی تھے۔ جن کو فقط حاضرین وقت نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا اس کے بعد معدوم ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید ایک ایسا معجزہ عطا فرمایا ہے جو تا قیامت باقی رہے گا۔ اور لوگ پڑھ کر ہدایت پاتے رہیں گے۔

جب کفّار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبیوں کے حسّی معجزات طلب کئے تو باری تعالےٰ نے فرمایا۔ اَوَ لَمْ یَکْفِہِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْہِمْ کیا اُن کو کافی نہیں کہ ہم نے اتاری آپ پر (اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب جو اُن پر پڑھی جاتی ہے یعنی ہم نے آپ کو قرآن مجید ایک ایسا معجزہ عظیم عطا فرمایا ہے کہ اس کی موجودگی میں دوسرے معجزات کی ضرورت نہیں۔ جو کفّار بوجہ اپنے تعصب اور عناد آپ سے طلب کر رہے ہیں۔

کفّار عرب میں بڑے بڑے فصحا اور بلغا موجود تھے۔ جس وقت ہمارے آقا و مولا شہنشاہ عرب اُمّی لقب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوّت کے ثبوت میں یہ کتاب پیش کی تو اس کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر انگشت حیرت بدنداں ہو گئے۔ ان کی عقلیں چکرا گئیں۔ آپ نے ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ (اگر تم کو کلام الٰہی میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ) قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا۔ (حبیب پاک فرما دیجئے کہ اگر انسان اور جن سب اس بات پر متفق ہو

جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو) باوجود ان کھلے اعلانوں کے چھوٹی سے چھوٹی سورہ کے معارضے سے عاجز آ گئے اور انہیں ماننا پڑا۔ مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَر۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل جمیلہ اور خصائل حمیدہ بیان سے باہر ہیں۔ بمصداق کَلِّمُوْا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ان میں سے بعض کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ جن کا مدّاح اللہ تعالیٰ ہو۔ جن کا خلق قرآن کریم ہو اُن کے اوصاف و اخلاق انسانی دماغ کس طرح احاطہ تحریر میں لا سکتا ہے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مذکورہ شعر میں مصنّف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات واضح کرتے ہوئے کہ آپ کے معجزوں نے تمام مخلوق کو عاجز کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ایک معجزات کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱۶)

نَطَقَ الذِّرَاعُ بِسَمِّهٖ لَكَ مُعْلِنًا
وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّاكَ حِيْنَ اَتَاكَا

ترجمہ:۔ بکری کے شانہ نے علی الاعلان کہہ دیا کہ میں زہر آلود ہوں۔ اور گوہ جب حاضر ہوئی تو اُس نے لبیک

کہی ؎

بھجے ہوئے گوشت ویکھ اک عورت دی مکاری
میں ہاں زہر آلودہ حضرت ﷺ ادبوں عرض گذاری
گوہ بولی لبیک میں واری حاضر خدمت آئی
سچے آپ رسول ﷺ خدا دے اسوچہ شک نہ کائی

(مشکوٰۃ شریف) باب فی المعجزات) اہل خیبر سے ایک یہودیہ عورت مسمّات زینب زوجہ سلام بن مشکم اور مرحب کی بھاوج نے بکری کا گوشت بھون کر اس میں زہر ملا دی اور بطور ہدیہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے اس میں سے بازو اٹھایا اور تناول فرمانے لگے۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی آپ کے ساتھ کھا رہے تھے کہ اس دوران میں آپ نے فرمایا کہ ہاتھ روکو اور یہ گوشت نہ کھاؤ۔ اس یہودیہ کو بلا بھیجا جب وہ حاضر خدمت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ تو نے اس گوشت میں زہر ملا دیا ہے۔ اس نے عرض کی آپ کو کس نے خبر دی ہے آپ نے فرمایا اس بکری کے بازو نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ یہودیہ نے کہا ہاں میں نے اس میں زہر ملا دیا ہے۔ بدیں خیال کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو زہر اثر نہ کرے گی۔ . . . . آپ نے اس یہودیہ کو اپنی طرف سے تو معاف فرما دیا۔ مگر جب اس زہر کے سبب سے ایک صحابی انتقال فرما گئے تو قصاص میں اس کو قتل کر دیا گیا۔ . . . الخ

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ ایک اعرابی گوہ کا شکار کر کے لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے آپ کے سامنے ڈال کر اعرابی نے عرض کی "اگر یہ گوہ آپ کی تصدیق کرے تو میں ضرور آپ پر ایمان لے آؤں گا" آپ نے اس کو مخاطب کر کے بلایا۔ اس نے بزبانِ فصیح لبیک کہی یا رسول اللہ میں خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہوں فرمایئے۔

سب اہلِ مجمع نے اس کی آواز سنی۔ مختصراً آپ نے اس سے دریافت فرمایا "میں کون ہوں" اس نے عرض کی آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی تصدیق کرنے والا فلاح پانے والا ہے اور تکذیب کرنے والا خاسر و خائب ہے۔ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ۔ اعرابی نے جب یہ کلمات سنے تو مسلمان ہو گیا۔

۱۷

وَالذِّئْبُ جَاءَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدْ اَتَتْ
بِكَ تَسْتَجِيْرُ وَتَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا

ترجمہ:- بھیڑیا نیز ہرنی آپ کی حمایت کے طالب اور آپ سے پناہ کے خواستگار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔

جد تصدیقِ رسالت کیتی اک بھگیاڑ سیانے

لے ایمان یہودی آیا سُن اس دے افسانے

ہرنی نے آ عرض گذاری کیجئے پشت پناہی

کرو حمایت میری حضرت پھس گیاں وچہ پھاہی

(مشکوٰۃ شریف۔ باب فی المعجزات) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف آیا اور ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے بھیڑیئے کا تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ اس سے بکری چھڑالی۔ پس بھیڑیا ایک ریت کے ٹیلے پر چڑھ گیا اور کتے کی مانند اپنے چوتڑوں پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی دم کو اپنے پاؤں کے درمیان کرلیا۔ اور بولا میں نے رزق کا قصد کیا جو اللہ تعالےٰ نے مجھے دیا۔ پھر تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا "بخدا آج کی طرح میں نے کسی دن بھیڑیئے کو کلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا"۔ بھیڑیا بولا اس سے زیادہ عجیب ایک صاحب (جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حال ہے جو نخلستان میں دو حرّہ (سنگلاخ زمینوں) کے درمیان (مدینہ منورہ میں) تم لوگوں کو خبر دے رہے ہیں۔ جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے اور لوگ آنجناب اُمّی لقب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے اس واقعہ کی اطلاع دی اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا۔ اس قسم کے امور علامات قیامت سے ہیں عنقریب

ایک آدمی اپنے گھر سے نکلے گا پس وہ واپس نہ آئے گا حتےٰ کہ اس کے ہر دو نعل اور اس کا کوڑا بتائے گا کہ اس کے اہل خانہ نے اس کی غیر حاضری میں کیا عمل کیا ہے۔

(نوٹ) بھیڑیا ایک وحشی جانور شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم غیب کی شہادت دے مگر ضدّی اور بدبخت انسان اُمتّی ہو کر آپ کے علم غیب کا انکار کرے۔ (افسوس)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي صَحْرَاءِ فَنَادَتْهُ ظَبْيَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) قَالَ مَا حَاجَتُكِ قَالَتْ صَادَنِيْ هٰذَا الْاَعْرَابِيُّ وَلِيْ خِشْفَانِ فِيْ ذَالِكَ الْجَبَلِ فَاَطْلِقْنِيْ حَتّٰى اَذْهَبَ فَاُرْضِعَهُمَا وَاَرْجِعَ۔ قَالَ اَوَتَفْعَلِيْنَ؟ قَالَتْ نَعَمْ۔ فَاَطْلَقَهَا فَذَهَبَتْ وَرَجَعَتْ فَاَوْثَقَهَا فَانْتَبَهَ الْاَعْرَابِيُّ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ حَاجَةٌ؟ قَالَ تُطْلِقُ هٰذِهِ الظَّبْيَةَ فَاَطْلَقَهَا۔ فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ فِي الصَّحْرَاءِ وَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک جنگل میں تھے پس ایک ہرنی نے آپ کو پکارا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) فرمایا کیا چاہتی ہے؟ اس نے عرض کی اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے۔ اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں ان دونوں کو دودھ

پلاکر واپس آجاؤں۔ آپ نے فرمایا: "کیا واپس آجائے گی؟" اس نے عرض کی۔ "حضور ضرور۔" پس آپ نے اس کی رسی کھول دی۔ وہ چلی گئی اور بچوں کو دودھ پلاکر واپس آ گئی۔ آپ نے اس کو پھر رسی سے باندھ دیا۔ اعرابی سویا ہوا تھا جب نیند سے بیدار ہوا (آپکو دیکھا) تو عرض کی۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے لئے کوئی ارشاد ہے فرمایا۔ اس ہرنی کو چھوڑ دے جب اس نے تعمیل ارشاد کی تو وہ یہ کلمات کہتی ہوئی جنگل کی طرف دوڑ گئی۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

مقام حیرت ہے، کہ غیر ذوی العقول حیوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مشکلکشا، غمخوار، حامی ومددگار جانیں اور ذات اقدس کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کریں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار بلا ہیں ہماری مشکل کشائی فرمایئے مصیبت سے نجات دلوایئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کی اعانت وامداد فرما کر ان کی مصائب اور تکالیف رفع فرما دیں۔ جمادات حیوانات اور اشجار آپکے سامنے جھک جائیں اور سجدۂ تعظیم بجالائیں ان کے برعکس وہ لوگ جو عقل سلیم رکھتے ہیں۔ نیز امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ کہنے کو شرک جانیں۔ آپ سے استمداد کرنے والوں کو مشرک گردانیں۔ آپکے علم غیب کے متعلق غلط پراپیگنڈا کریں۔ شفاعت کبریٰ کا انکار کریں۔ اولیاء اللہ سے عقیدت رکھنے والوں کو قبر پرست کہیں، اور بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ۔

ھ

ہمسری با انبیاء برداشتند اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھیں، بایں ہمہ اپنے تئیں پکے مسلمان اور اصلی حنفی ظاہر کریں، افسوس ہے ایسے لوگوں کی عقل ودانش پر۔

نوٹ: اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس جنگل میں کوئی بد عقیدہ شخص موجود نہ تھا۔ ورنہ ہرنی پر ضرور شرک کا فتوے لگاتا۔ کہ اس نے اللہ تعالےٰ کو امداد کے لیئے نہیں پکارا۔ اور حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مدد طلب کی۔

(۱۸)

وَكَذَا الْوُحُوشُ أَتَتْ إِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ
وَشَكَا الْبَعِيرُ إِلَيْكَ حِينَ رَآكَا

ترجمہ:۔ اور اسی طرح وحشی جانور بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا اور اونٹ نے جب آپ کو دیکھا تو آپ کے پاس شکایت کی۔

اینویں ہور درندے وحشی آن سلامی دیندے
سُن تعریف شہاں کئی بندے اپنا آپ تپیندے
ظالم اتنی عقل نہ رکھدے جتنی اونٹ نادانا
ویکھ تساں نوں حال سُناندا جیوں اک مردسیانا

(مشکوٰۃ شریف، باب المعجزات) حضرت یعلیٰ ابن مُرّہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے، کہ ایک سفر میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جارہے تھے کہ ناگہاں ایک اونٹ پر گذر ہُوا جس پر پانی کھینچا جاتا تھا۔ اس نے جب غمخوارِ کل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو دیکھا تو آواز کی پھر سر زمین پر رکھ دیا۔ آپ ٹھہر گئے اور دریافت فرمایا اس کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضرِ خدمت ہُوا۔ آپ نے فرمایا اس اونٹ کو ہمارے پاس بیچ دے۔" اس نے عرض کی "حضور (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ کے لیئے اس کو ہبہ کرتا ہوں۔ الغرض آپ نے فرمایا" ہمارا مقصد خریدنے کا نہیں بلکہ اس کی تکلیف رفع کرنے کا ہے۔ یہ شکایت کرتا ہے کہ "مجھے چارہ کم دیا جاتا ہے اور کام زیادہ لیا جاتا ہے۔" آپ نے فرمایا۔ "اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ چارہ زیادہ دو اور کام کم لو۔"

نوٹ:۔ استمداد از بزرگانِ عظام کو شرک کہنے والو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو۔ ہوش سنبھالو! خود ساختہ شرک کو چھوڑ دو! پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ کیا تمہارے نزدیک وہ وحوش وطیور بھی مشرک ہیں جنہوں نے اللہ کا دروازہ چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مدد طلب کی ہے۔ مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ بے ادب انسان (حیوان ناطق) ان حیوانات اور وحوش وطیور سے بدتر اور کمتر ہے جو اپنے مولا سرورِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کو پہچان کر ان سے فریاد رسی کرتے ہیں اور یہ انسان ہو کر اپنے آقا کا دامنگیر بننا گناہ سمجھتا ہے۔ حیف صد حیف۔

زاہدا ناز اں ہے تو اعمال پر ہم کو کافی ہے شفاعت آپکی
ہے بھروسہ تجھ کو اپنے زہد کا عاصیوں کو بس حمایت آپکی

۱۹

وَدَعَوْتَ اَشْجَارًا اَتَتْكَ مُطِیْعَةً
وَسَعَتْ اِلَیْكَ مُجِیْبَةً لِنِدَا کَا

ترجمہ :- آپ نے درختوں کو بلایا۔ وہ سب کے سب فرمانبردار ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور آپ کی آواز مبارک کا جواب دینے کے لیے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے

رکھ بے جان بھی جد تسیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نال پیار بلاندے
داس غلاماں بردیاں وانگوں حاضر خدمت آندے
جیوں مستانے عشق دیوانے بھجے دوڑ دے آون
پاک آواز پیاری آپ دی جس ویلے سن پاون

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے :- ایک سفر میں ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی آپ کے سامنے آیا۔ جب وہ قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز ہماری رسالت کی شہادت دیتا ہے؟ اس نے عرض کی جو کچھ آپ فرما رہے ہیں اس پر کون شاہد ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ درخت سلمہ یعنی یہ کیکر کا درخت گواہی دیگا۔

پس آپ نے اسے بلایا درحالیکہ آپ وادی کے کنارے ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے تین بار اس سے گواہی طلب فرمائی اور درخت نے تین بار شہادت دی کہ واقع میں ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یعنی آپ رسول رب العالمین ہیں پھر وہ درخت جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ ایک اعرابی حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کی: "میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں"
(شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا (اس دلیل سے جان لے) اگر میں اس کھجور کے درخت میں سے اس خوشہ کو بلاؤں اس حال میں کہ وہ ہماری رسالت کی گواہی دے، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلایا، وہ خوشہ کھجور سے اترنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف زمین پر گرا۔ آپ نے فرمایا واپس چلا جا۔ پس وہ وہیں چلا گیا جہاں سے آیا تھا۔ وہ اعرابی اسلام لے آیا۔ (رواہ الترمذی وصححہ)

نُطْقَ الْحَجَرِ، سَعَتِ الشَّجَرِ، شَقَّ الْقَمَرِ، بِاِشَارَتِہٖ

نوٹ:

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں لیکن بخوف طوالت انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ کا حکم اور بلندیٔ شان حجر و شجر، شمس و قمر، زمین و آسمان سب مانتے اور جانتے ہیں۔ اگر کسی نے شانِ اقدس کو نہیں جانا پہچانا تو وہ بدبخت، بے نصیب، بدعقیدہ انسان ہے۔

(۲۰)

وَالْمَاءُ فَاضَ بِرَاحَتَیْكَ وَسَبَّحَتْ
صُمُّ الْحَصٰی بِالْفَضْلِ فِیْ یُمْنَاکَا

ترجمہ :- اور پانی جاری ہوا آپ کی (مبارک) ہتھیلیوں (یعنی انگلیوں) سے اور سخت کنکریوں نے آپ کے داہنے دست مبارک میں تسبیح کہی۔

پانی باجھ پیاسا لشکر جد فریادی آیا
انگلیوں کر چشمے جاری معجزہ عجب دکھایا
سخت دست مبارک اندر کنکر قسماں والے
پڑھدے کلمہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا تسبیحاں ربّ دیاں نالے

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام) حضرت سالم بن ابی الجعد حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پانی کی ایک چھاگل تھی جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ پس لوگ پانی کے لیئے آپ کی طرف دوڑے آپ نے فرمایا۔ آپ لوگوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کی یا حضور آپ کی چھاگل کے پانی کے سوا ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے نہ پینے کو۔ آپ نے اپنا دست مبارک اپنی چھاگل پر رکھا، پس آپ کی انگلیوں

جیسے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ پس ہم نے لیا۔ وضو کیا۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اس دن کتنی تعداد میں تھے۔ انہوں نے فرمایا ہم ڈیڑھ ہزار آدمی تھے۔ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے پھر بھی وہ پانی سب کو کفایت کرتا۔

چونکہ اختصار مطلوب ہے، اس لئے صرف ایک مذکورہ بالا حدیث پر کفایت کی جاتی ہے، ورنہ اس قسم کا معجزہ کئی بار مختلف مقامات پر جماعت کثیرہ کے سامنے ظہور میں آیا جس کا ذکر متعدد احادیث میں آیا ہے۔

(۲۱)

وَعَلَيْكَ ظَلَّلَتِ الْغَمَامَةُ فِي الْوَرَىٰ
وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلٰى كَرِيْمِ لِقَاكَا

ترجمہ:۔ اور مخلوق میں بادل نے صرف آپ ہی پر سایہ کیا اور کھجور کا تنہ (ستونِ حنانہ) آپ کی مقدس ملاقات کے لئے زار و قطار رونے لگا۔

ساری خلقت اندر بدلاں آپ دی مثل نہ پایا
کر پہچان ہمیشہ کردے سر اقدس تے سایا
وانگ ایانیاں رناں آہیں مار ستون حنانہ
جندلباں اتے رہا آئی میل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یگانہ

دارباب احادیث ابن سعد وابونعیم وغیرہ) ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رضاعی بہن شیمار کے ساتھ بوقت دوپہر بھیڑوں کے ریوڑ میں تشریف لے گئے حضرت مائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی تلاش میں باہر گئیں۔ آپ کو شیمار کے ساتھ پایا۔ فرمایا "ایسی تپش میں؟" شیمار نے جواب دیا "اماں جان فکر نہ کیجئے۔ میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی۔ ان کے سر مبارک پر بادل کا سایہ تھا۔ جب آپ چلتے بادل بھی چلتا۔ جب آپ ٹھہر جاتے بادل بھی ٹھہر جاتا۔ حتیٰ کہ ہم یہاں آپہنچے ہیں"

وَالْجِذْعُ (مشکوٰۃ شریف، باب فی المعجزات) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خطبہ پڑھا کرتے تو تنہ کھجور کے ایک ستون کے ساتھ تکیہ لگایا کرتے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مبارک میں مسجد کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے) جب منبر بنایا گیا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو وہ ستون گریہ وزاری کرنے لگا۔ قریب تھا کہ آپ کے فراق سے پھٹ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کو پکڑ لیا اور گلے سے لگایا۔ وہ ایک بچے کے مانند ہچکیاں لیتا اور نالہ کرتا تھا۔ جس طرح رونے والے بچے کو چپ کرایا جاتا ہے اسی طرح آپ نے پیار و محبت سے اس ستون کی تسلی فرمائی۔ حتےٰ کہ وہ خاموش ہو گیا۔ اور آرام پکڑا (اور روایت کیا اس کو بخاری نے)

بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اس کی دلجوئی

نہ کرتے اور اس کو پکڑ کر گلے سے نہ لگاتے تو قیامت تک آپ کی فرقت میں گریاں ونالاں رہتا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت یہ حدیث شریف پڑھتے تو زار زار روتے اور فرماتے: "اے بندگانِ خدا چوبِ خشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں روئے اور چلائے اور تم انسان ہو کر آپ کی محبت اور شوقِ لقا میں آنکھوں سے گریۂ عشق جاری نہ کرو۔ اس خشک لکڑی کی نسبت تم پر زیادہ حق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار پُر انوار کے لئے ہر وقت بے چین اور مضطرب رہو۔"

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

استنِ حنانہ از ہجرِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ... نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول،
درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں ... کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں،
در تحیر ماندہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ... کز چہ مینالد ستون با عرض و طول،
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں ... گفت جانم از فراقت گشتہ خوں
از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں ... چوں نہ نالم بے تو اے جانِ جہاں
مسندت من بودم از من تاختی، ... بر سرِ منبر تو مسند ساختی،
پس رسولش گفت کاے نیکو درخت ... اے شدہ با سرِّ تو ہمراز بخت
گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند ... شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
یا درآں عالم حقت سروے کند ... تا تر و تازہ بمانی تا ابد
گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش ... بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں
تا چو مردم حشر گردد یوم دیں

ستونِ حنانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فراق میں انسانوں کی طرح باآوازِ بلند اس قدر رویا اور چلاّیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حیرت زدہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: "اے ستون! تو کیا چاہتا ہے؟" عرض کی: "حضور! آپ کے ہجر میں میری جان جل گئی اور میرا دل خون ہو گیا ہے۔ آپ مجھ سے ٹیک لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اب آپ نے منبر کو اپنی مسند بنا لیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے آپ نے اس کو دلاسا دیا اور فرمایا "اگر تیری مرضی ہو تو تجھے کھجور کا درخت بنا دیا جائے۔ جملہ اہلِ مشرق و مغرب تجھ سے میوہ چنیں یا اس عالم میں اللہ تعالیٰ تجھے سرو بنا دے کہ ہمیشہ سرسبز رہے۔" اس نے عرض کی۔ "سرکار! میں دائمی بقا چاہتا ہوں۔" چنانچہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ اس کو منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ اور قیامت کے دن اس کا حشر و نشر انسانوں کی طرح ہو گا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ اے غافل انسان! ہماری بات کان کھول کر سن۔ اس خشک لکڑی سے سبق سیکھ جس نے شہنشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں گریہ و نالہ کر کے اپنی عاقبت سنوار لی۔ تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور محبت میں اپنی آنکھوں سے چشمہائے آب بہا۔ شاید تیرا نصیبہ جاگ اٹھے اور قدمِ اطہر پر سرِ نیاز رکھنے کا شرف تجھے بھی حاصل ہو جائے۔

(۲۲)

وَكَذَاكَ لَا أَثَرٌ لِمَشْيِكَ فِي الثَّرَى
وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهِ قَدَمَاكَا

ترجمہ:۔ اور اسی طرح آپ کے چلنے کا نشان زمین پر

نہ ہوتا تھا اور بسا اوقات آپ کے قدم مبارک پتھر میں اُتر گئے۔

چال انوکھی معجزے والی نازاں نال چلیندے

نرم تے نرم زمینے اُتّے کوئی نشان نہ پیندے

قدم مبارک جیکر رکھدے سخت توں سخت پتھر تے

کُھب جاندا جیوں موم دے اندر پین نشان حجر تے

یہ روشن معجزہ محتاجِ بیان نہیں اکثر کتب سیر میں مذکور ہے کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قدم مبارک کا نشان زمین پر نہ ہوتا اور جب آپ کسی پتھر پر چلتے تو موم ہو جاتا اور اس پر آپ کے پاؤں مبارک کا نشان ہو جاتا۔

(۲۳)

وَشَفَیْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ اَمْرَاضِهٖ
وَمَلَاْتَ کُلَّ الْاَرْضِ مِنْ جَدْوَاکَا

ترجمہ:۔ اور آپ نے تمام مریضوں کو بیماریوں سے شفا عطا فرمائی اور اپنی جود و سخا سے تمام روئے زمین کو بھر دیا۔

مرضاں والڑے جو دَر آندے اچھے ہو ہو جاندے

غیر عقیدہ ظالم بھیڑے حسد اندر مر جاندے
جود سخا دے وہن سمندر آپ دی کل زمینے
خالی رہندے قسمتاں ہارے جہڑے غیر یقینے

دستگیری: یہ امر مسلّمہ ہے کہ حضور شہنشاہ کونین سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس دافِعُ البَلاءِ وَالوَبَاءِ وَالقَحطِ وَالمَرَضِ وَالاَلَمِ ہے سوائے چند غیر عقیدہ لوگوں کے جملہ مسلمانانِ عالم بموجب ارشاد خداوندی آپ کو رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن مانتے ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ رحمت دافع بلا و زحمت ہوا کرتی ہے۔ آپ نے نہ صرف ظاہری امراض کا علاج فرمایا بلکہ باطنی اور روحانی بیماریوں کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا سنن ابن دارمی میں جبیر ابن نفیر ابن داری سے ہے۔ مالکِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ اِلَیْکُمْ لَیْسَ بِوَھْنٍ وَّلَا کَسِلٍ لِیُحْیِیَ قُلُوْباً غُلْفاً وَّیَفْتَحَ اَعْیُناً عُمْیاً وَّیُسْمِعَ اٰذَاناً صُمّاً وَّیُقِیْمَ اَلْسِنَۃً عِوَجاً حَتّٰی یُقَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ۔ تحقیق وہ رسول پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمہاری طرف تشریف لائے جو ضعف و کاہلی سے مبرّا ہیں تاکہ غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمادیں اور اندھی آنکھوں کو کھول دیں اور بہرے کانوں کو شنوا کر دیں اور ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا کر دیں، یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

جود و سخاوت: حضرت امام قدوۃ الانام ابو عبداللہ شرف الدین

محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ بردہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یَارَسُوْلَ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ) دنیا اور آخرت آپ کے جود وکرم سے ایک حصہ ہیں (یعنی آپکی جود وسخا کی کوئی انتہا نہیں) اور علم لوح وقلم آپ کے علوم کا ایک جزو ہے (یعنی آپ کے علوم بشمار اور لاتعداد ہیں۔ ان میں سے ایک علم لوح وقلم ہے۔ لوح وقلم کا علم محتاج تشریح نہیں۔ جو کچھ زمانہ ماضی میں ہو چکا اور جو کچھ تا قیامت ہونے والا ہے وہ سب کچھ بالتفصیل اس میں داخل ہے)

صحیح بخاری میں ہے (کتاب الادب۔ باب حسن الخلق والسخاء) آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال کیا گیا کہ اس کے مقابل آپ نے لا فرمایا ہو یعنی آپ نے کبھی کسی سائل کو نہیں نہ فرمایا۔ کبھی کسی کا سوال رد نہ فرمایا۔

آپ اللہ تعالیٰ کے خزائن کے مالک ہیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ۔۔۔۔ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ ہم سو رہے تھے کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں۔ اور ہمارے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اُوْتِیْتُ بِمَقَالِیْدِ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ جَاءَنِیْ بِهٖ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ قَطِیْفَةٌ مِّنْ سُنْدُسٍ دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔ جبریل لے کر آئے اس پر نازک

ریشم کا زین پوشش تھا (بسند صحیح اس حدیث شریف کو ابونعیم دلائل النبوۃ میں۔ امام احمد اپنی مسند میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں لائے ہیں)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ کیا گیا۔ رعب سے میری مدد فرمائی گئی (اعدا کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا گیا۔ نام اقدس سنتے ہی سینکڑوں میلوں کی مسافت پر دشمن لرز جاتے) اور مجھے ساری زمین کی چابیاں عطا کی گئیں۔ (امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کی تصحیح فرمائی)۔

احادیث شریفہ سے ثابت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے خزائن زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت و نار کی کنجیاں، نفع کی چابیاں، نصرت کی کنجیاں الغرض تمام اشیاء کی کنجیاں اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دی ہیں۔ جس کے ہاتھ میں چابیاں ہیں، وہی تالے کے مالک جب چاہیں کھولیں اور جس کو جتنا چاہیں عطا کریں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد مبارک اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کرنے والے ہیں۔ ان خزانوں میں سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے۔ آپ کے دست مبارک سے ملتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد چہارم) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ

فَاَتیٰ قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا
(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) لَیُعْطِیْ اِعْطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ

(رواہ مسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بکریاں مانگیں (یعنی بہت سی بکریاں کہ بھر دیا تھا الٰہ جو درمیان دو پہاڑوں کے تھا) آپ نے سب اس کو عطا فرما دیں۔ وہ اپنی قوم میں آیا اور متعجب ہو کر ان سے کہا۔ اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی عطا اور بخشش کرتے ہیں۔ اس قدر عنایت فرماتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ اس شخص نے اپنے قیاس کے مطابق بات کی۔ ورنہ آپ کی ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ تمام خزائن کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کر دیں۔ اسی واسطے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والے ہیں۔ اور ہم تقسیم کرنے والے ہیں۔ بے نور دل اور بے بصیرت آنکھ مانے یا نہ مانے مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ کی ذاتِ اقدس عطا بخش و کرم گستر عطا پاش و خطا پوش ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

منکرین کی اصلاح اور ان کے شبہات دور کرنے کے لیے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چند مثالیں پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ شہنشاہِ دوجہاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بلا شک وشبہ شافی الامراض اور دافع البلیات ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا واقعی گمراہ ہے۔ فرماتے ہیں:

۲۴

وَرَدَدتَ عَینَ قَتَادَۃِ بَعدَ العَمیٰ
وَابنَ الحُصَینِ شَفَیتَہٗ بِشِفَاکَا

ترجمہ:- اور آپ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ نابینا ہونے کے بعد پھیر دی (درست کر دی) اور ابن حصین رضی اللہ عنہ کو اپنے فضل و کرم سے بیماری سے شفا بخشی۔

ابن نعمان قتادہ رضی اللہ عنہ جس اکھ بیٹھے بینائی
آپ نے دوجی نالوں کیتی روشن دُون سوائی
لگا سینے تیر جدوں سی ابن حصین رضی اللہ عنہ صحابی
لا لعاب دہن اقدس تھیں بخشی آپ شفا سی

جنگ احد کے دن حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ التحیات والتسلیمات کے چہرہ انور کی حفاظت کر رہے تھے کہ ان کی آنکھ میں ایک تیر لگا۔ ڈیلا رخسارے پر آگرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اور دعا فرمائی۔ الٰہی تو قتادہ کو بچا جس طرح اس نے تیرے نبی (کریم علیہ التحیتہ والتسلیم) کے چہرہ (انور) کو بچایا ہے۔ پس وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوبصورت ہو گئی۔

اسی دن حضرت کلثوم ابن الحصین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بالائی حصہ میں تیر لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لعابِ دہن مبارک سے شفایاب ہو گئے۔

(۲۵)

وَکَذَا خُبَیْباً وَّابْنَ عَفْرَا بَعْدَ مَا
جُرِحَا شَفَیْتَھُمَا بِلَمْسِ یَدَاکَا

ترجمہ :- اور اسی طرح جب حضرت خُبیب اور ابن عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما زخمی ہو گئے۔ تو آپ نے اپنے دونوں (مبارک) ہاتھوں سے مس فرما کر ان کو اچھا کر دیا۔

نیک نہاد ابن عفرا رضی اللہ عنہ اتے پاک خُبیب رضی اللہ عنہ دلارے
زخمی ہو گئے بدر دہاڑے آپ دے یار پیارے
اِک پل دے وِچ اچھے کیتے غم دے بوجھ اتارے
زخماں تے لا مرہم لب دی پاک طبیب صلی اللہ علیہ وسلم نیارے

یوم بدر حضرت خُبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کندھے پر شدید ضرب آئی۔ آپ کا بازو لٹک پڑا۔ شہنشاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا لعاب دہن لگا دیا اور بازو کو اس کی جگہ پر چسپاں کر کے دم کر دیا۔ وہ فوراً درست

ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جس شخص نے ان کو ضرب شدید لگائی تھی۔ آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد اس کی لڑکی سے شادی کر لی۔

(شفا شریف) یوم بدر ابو جہل نے حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس قطع شدہ ہاتھ کو اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے۔ آپ نے لعاب دہن لگا دیا۔ اور ہاتھ کو اس کی جگہ پر چسپاں کر دیا۔ وہ بالکل صحیح ہو گیا۔

(۲۶)

وَعَلِيًّا نِ الْمُرْمَدَ اِذْ دَاوَيْتَهٗ
فِيْ خَيْبَرٍ فَشَفٰى بِطِيْبِ لُمَا كَا

ترجمہ:۔ خیبر کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو آشوب چشم کے مرض میں مبتلا تھے۔ جب آپ نے اپنی گندم گوں لب کی خوشبو سے ان کا علاج فرمایا تو وہ شفایاب ہو گئے

نصرت والڑا جھنڈا دیون خاطر شاہِ علی (کرم اللہ وجہہ) نوں
خیبر والڑے دن سد گھلیا ربدے خاص ولی نوں
اکھیاں دکھدیاں نال او آئے سن فرمان شہاندا (صلی اللہ علیہ وسلم)
دور کیتا دکھ درد الم سب لالعاب دہاندا

یہ مشہور واقعہ ہے کہ فتح خیبر کے دن حضور مالکِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن حضور شیرِ خدا مشکلکشا رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی آنکھوں میں ڈال دیا تو وہ فوراً تندرست ہو گئے۔ گویا دردِ چشم کبھی ہوا ہی نہ تھا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد چہارم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا (خیبر مدینہ منورہ سے جانبِ شام آٹھ منزل ہے) کہ کل میں علمِ فتح ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالےٰ قلعہ خیبر کو فتح کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دوست رکھتا ہے اور اللہ جل شانہٗ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دوست رکھتے ہیں۔ (آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو شب بھر نیند نہ آئی۔ اس شوق وانتظار میں کہ دیکھئے کل یہ نعمت کس کو نصیب ہوتی ہے) جب صبح ہوئی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر خدمت ہوئے۔ ہر صاحب کی یہی آرزو تھی کہ نشانِ فتح اس کو ملے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (حضرت) علی ابن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) کہاں ہیں۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ ارشاد ہوا کسی کو ان کی طرف بھیجو جو ان کو بلا لائے۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے) آپ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈال دیا۔ دردِ چشم فوراً جاتا رہا۔ یہاں تک کہ کبھی آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا ہوئے ہی نہ تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو

جھنڈا (نشانِ فتح) عطا فرمایا۔

نوٹ: کیا یہ علمِ غیب نہیں کہ پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مطلع کر دیا جاتا ہے کہ کل جن کو علم دیا جائے گا وہ فاتح قلعہ خیبر ہیں۔

۲۷

وَسَأَلْتَ رَبَّكَ فِي ابْنِ جَابِرِنِ الَّذِي
قَدْ مَاتَ أَحْيَاهُ وَقَدْ أَرْضَاكَا

ترجمہ:۔ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے کے حق میں جو واصل بحق ہو چکے تھے اپنے پروردگار کی جناب میں دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔ اور آپ کو راضی کیا۔

حضرتِ جابر عاشقِ صادق سوہنیاں قسمتاں والے
آئے آپ دے گھر وچہ نبی ﷺ مکرم رحمتاں والے
رب نے آپ نوں راضی کیتا معجزہ عجب دکھایا
صاحبزادیاں حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ زندہ کر دکھلایا

یہ اونٹے معجزہ مشہور ترین معجزات سے ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

مہمانی کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا۔ بڑا لڑکا دیکھ رہا تھا میں سلسلۂ دعوت میں مشغول تھا۔ اس نے چھوٹے بھائی کو کہا۔ آؤ میں تمہیں دکھاؤں ابّا جان نے کسطرح بکری ذبح کی ہے۔ چھری پکڑی اور اس کے گلے پر چلا دی۔ والدہ کی نظر پڑی وہ ان کی جانب دوڑی۔ بڑا لڑکا ہراساں ہو کر مکان کی چھت پر چڑھنے لگا۔ زینے سے پاؤں پھسلا۔ گرتے ہی فوت ہو گیا۔ نیک طینت بیوی نے ان پر گدڑی ڈال کر اندر چھپا دیا۔ تاکہ شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعوت میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔ اور مجھے بھی اس معاملہ سے بے خبر رکھا۔ جس وقت سیّد الانبیاء والمرسلین عالم ماکان ومایکون صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہوئے تو خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جابر صاحبزادوں کو بلا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ میں نے جب بچوں کے متعلق دریافت کیا بیوی نے جواب دیا کہیں باہر کھیلنے گئے ہوں گے۔ مجھے علم نہیں کدھر گئے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں ویسے ہی عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا جابر آج ہم ان کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے۔

کیونکہ امرِ الٰہی یونہی ہے۔ ناچار جب سارا معاملہ بیوی نے عرض کر دیا۔ اور گدڑی اٹھا کر دکھا دیا تو میرے ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور حاضرین میں شورِ قیامت برپا ہو گیا۔ المختصر جناب فخرِ رسل مختارِ کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی۔ لڑکے زندہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور بعد میں بکری کو بھی زندہ فرما دیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلّم۔

(۲۸)

شَاۃٌ مَسَسْتَ لِاُمِّ مَعْبَدٍ نِ الَّتِیْ نَشَفَتْ فَدَرَّتْ مِنْ شِفَا رُقیَا کَا

ترجمہ :- اُمِّ معبد کی بکری جس کا دودھ خشک ہو چکا تھا آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کو مَس کیا (چھوا) وہ آپ کی دعا کی برکت سے دودھاری ہو گئی ۔

اُمِّ معبد (رضی اللہ عنہا) دی اک بکری دودھ نہ دیون والی
نال نصیباں گذرے اس راہ عرب عجم دے والی (صلی اللہ علیہ وسلم)
خشک تھناں نوں مس جو کیتا دست مبارکاں نالے
ہو گئے جاری چشمے دودھ دے تھک گئے پیون والے

(مشکوٰۃ شریف) باب فی المعجزات ۔ حبیش ابن خالد برادر اُمِّ معبد سے روایت ہے کہ جس وقت شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ رفقا سیدنا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ آپ کا آزاد غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی رہنمائے قافلہ) مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں اُمِّ معبد کے دو خیموں پر گذر ہوا (جو جنگل میں رہتی تھی اور فقرا مساکین اور

مسافروں کی خدمت کیا کرتی تھی)، آپ نے اس سے گوشت اور خرما خریدنے کا قصد فرمایا۔ مگر بسبب قحط وغربت اشیاءِ مطلوبہ اس کے پاس نہ پائیں۔ خیمے کی ایک جانب ایک بکری کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ اے امّ معبد اس کا کیا حال ہے اس نے عرض کی حضور بوجہ لاغری وکمزوری بکریوں کے ہمراہ جنگل میں چرنے کو نہیں جا سکتی۔ فرمایا "کیا دودھ دیتی ہے؟" عرض کی "نہیں" فرمایا ہم کو اذن دو اس کا دودھ دوہ لیں۔ امّ معبد نے عرض کی "میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر اس کے تھنوں میں دودھ ہے تو دوہ لیں۔ پس آپ نے بکری کو طلب کیا اور بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ بکری نے پاؤں پھیلا دیئے (جیسا کہ دودھ دینے والے جانور کی عادت ہے کہ بوقت دوہنے پاؤں کھول دیتا ہے)۔ دودھ اتار لیا اور جگالی کرنے لگی۔ پس آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیراب کر سکے۔ اس میں اتنا دودھ دوہا کہ وہ بالکل لبریز ہو گیا۔ اور اس پر جھاگ آ گئی۔ پہلے امّ معبد کو دیا۔ اس نے خوب پیا حتیٰ کہ سیر ہو گئی پھر ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہو گئے۔ سب کے بعد بموجب ارشاد اقدس سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا آپ نے نوش فرمایا۔ بعد ازاں دوسری بار دوہا اور برتن بھر کر امّ معبد کے سپرد کیا تاکہ یہ نادر معجزہ اپنے خاوند کو بھی دکھائے۔ پھر امّ معبد سے اسلام پر بیعت لی اور مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد امّ معبد کا خاوند گھر آیا۔ اس نے دودھ کا بھرا ہوا برتن جو دیکھا تو حیران ہو کر دریافت کرنے لگا کہ "یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟" امّ معبد نے سارا قصہ بیان کیا۔ جب آپ کی مبارک شخصیت، حلیہ

شریف اور خصائل و شمائل حمیدہ کا ذکر نہایت فصاحت سے کیا تو وہ سن کر بولا: وہی تو سردار قریش ہیں جن کا چرچا عالم ہو رہا ہے۔ واللہ بلاشبہ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کی صحبت میں رہوں۔ اگر میں اُن کی راہ پاؤں۔"

۲۹

وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِناً
فَانْهَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِيْنَ دَعَاكَا

ترجمہ:- اور قحط کے برس آپ نے اعلانیہ اپنے پروردگار سے دُعا کی۔ پس آپ کا دُعا کرنا ہی تھا کہ مینہ برسنے لگا۔

قحط پیا اتے اک اعرابی ' مسجد نبوی آیا
مر گئے حضرت بارش باجھوں اس نے شور مچایا
ہتھ اُٹھائے جھٹ پٹ آئے بدل رحمتاں والے
برسے جل تھل ہو گیا' بھر گیاں سُکیاں ندیاں نالے

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات) حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قحط پڑ گیا۔ آپ جمعہ کے دن خطبہ فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی (بادیہ نشین) کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہمارے مال (یعنی باغات، کھیتیاں، جانور) ہلاک ہو گئے۔ اور اہل و عیال بھوک کے مر رہے ہیں ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ پس آپ نے دونوں دست مبارک

اٹھائے، درحالیکہ آسمان پر ہمیں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آتا تھا۔ قسم ہے
اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ابھی آپ ہاتھ رکھنے نہ پائے
تھے کہ پہاڑوں کی مانند بادل اٹھا۔ آپ منبر سے نہ اترے یہانتک کہ میں
نے دیکھا کہ بارش کے قطرے ریش مبارک سے ٹپک رہے ہیں۔ اسی طرح
آئندہ جمعہ تک لگاتار بارش ہوتی رہی پھر یہی اعرابی یا کوئی اور کھڑا ہوا
اور عرض کرنے لگا "یارسول اللہ! ہمارے مکانات گر گئے۔ مال غرق ہو
گئے ہمارے حق میں دعا فرمایئے" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں
ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی "الٰہی ہمارے گرد مینہ برسا اور ہم پر نہ برسا"
یا اللہ برسا ٹیلوں پر، پہاڑوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر۔ حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابر کھل گیا اور ہم باہر نکلے۔ اس حالت
میں کہ دھوپ میں چلتے تھے۔

شاہِ شاہاں کی نرالی شان ہے جس کو دیکھو تابع فرمان ہے

۳۰

وَدَعَوتَ کُلَّ الخَلقِ فَانقَادُوا اِلٰی
دَعوَاکَ طَوعًا سَامِعِینَ نِدَاکَا

ترجمہ :- آپ نے تمام مخلوق کو دعوتِ اسلام دی۔ آواز
مبارک سنتے ہی سب فرمانبردار بن کر برضا و رغبت چلے
آئے (یعنی خوشی خوشی دعوت قبول کی)

راہ رہبری طرف بُلایا ساری خلقت تائیں
سُن آواز مبارک آئے ہر نگروں ہر جائیں
کیا امیر غریب سبھی نے آکے سیس نوائے
نال خوشی دے آپ دے سارے حکم بجائے آئے

حضور سید الانبیا حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ذاتِ اقدس کے متعلق فرماتے ہیں۔ للعالمین نذیراً (سارے جہاں کو ڈر سنانے والے) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (ہم نے اے حبیب پاک آپ کو تمام لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (فرما دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں) آپ تمام مخلوق، جنّوں انسانوں اور ملائکہ وغیرہ کے رسول اور ہادی برحق ہیں اور سب حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اُمتی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ سرورِ انس وجان صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان میں تمام چیزیں مجھے جانتی اور پہچانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول (پاک) ہوں سوائے کافر جنّوں اور انسانوں کے۔

آپ نے درختوں کو بلایا وہ زمین پھاڑتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اُونٹ، بکریاں اور وحشی جانوروں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اور آپ کی

اطاعت کی۔ چاند اشارے سے دو چاک ہو گیا۔ غروب شدہ آفتاب باہر نکل آیا۔ غرضیکہ ہر مخلوق نے بدل و جان آپ کی فرمانبرداری کی سوائے چند بے نصیب انسانوں کے جنہوں نے آپ کے علو مرتبت اور بلندیٔ شان کو نہ پہچانا اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اپنے جیسا بشر سمجھا۔

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

(۳۱)

وَخَفَضْتَ دِیْنَ الْکُفْرِ یَا عَلَمَ الْھُدٰی
وَرَفَعْتَ دِیْنَکَ فَاسْتَقَامَ ھُدَاکَا

ترجمہ:۔ اے وہ ذاتِ پاک جو ہدایت کا نشان ہیں آپ نے ملتِ کفر کو پست کیا اور اپنے دین کو بلند کیا۔ پس آپ کی ہدایت مضبوط ہو گئی۔

اے نشانِ ہدایت آقا! ساڈڑے پُشت پناہا!
ملتِ کفر نوں ڈونگھڑے ٹوئے سٹیا عالی جاہا!
اُچا کیتا دین اپنے نوں دُور ہویاں گمراہیاں
اُتر، پچھم، پورب، دکھن کیتیاں جگ روشنایاں

ارشاد باری ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ
تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا تمہارے پاس ایک نور اور روشن کتاب۔ نور سے مراد ذاتِ اقدس جناب سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور کتاب مبین سے قرآن مجید۔ آپکے نورِ انور کی برکت سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔ ولادت شریف کے وقت عجیب و غریب واقعات ظہور میں آئے۔ مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ شیاطین جو پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو غیب کی اطلاعات بہم پہنچاتے تھے ان کی آمد و رفت بند ہوگئی۔ فارس کے آتشکدے ایسے سرد پڑ گئے کہ باوجود انتہائی کوشش کے دوبارہ ان میں آگ نہ جل سکی۔ بحیرہ ساوہ جس کے کناروں پر بت پرستی ہوا کرتی تھی یکا یک خشک ہو گیا۔

معارج میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جس رات حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت شریف ہوئی میں خانہ کعبہ میں مشغول مناجات تھا کہ ناگاہ خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور پھر اسی حالت پر آ کر زبان فصیح کہا۔ اللہ بہت بڑا ہے جس نے (سیّدنا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پیدا کیا۔ اور مجھے بتوں کی پلیدی سے پاک کیا۔ اور ہبل نامی بت میرے سامنے منہ کے بل گر پڑا۔ ہاتف غیبی نے ندا کی کہ آج (سیّدتنا حضرت) آمنہ کے ہاں فرزند ارجمند (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پیدا ہوئے ہیں، جو موردِ لطف و کرم الٰہی ہیں۔ تمام خلق کو ضلالت و گمراہی سے نجات و لازوال دو جہاں کے

تاجدار، تمام خزانوں کی کنجیوں کے مالک و مختار ہوں گے۔ اے لوگو تم انکے یوم ولادت باسعادت کو روزِ عید بناؤ۔ اور ہر سال قیامت تک اس روز اپنے لئے خیر و برکت تلاش کرو۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (حق ظاہر ہوا اور باطل مٹ گیا) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حبیب شہنشاہِ معظم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو کعبہ مقدسہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے۔ جن کو لوہے اور رانگ سے جوڑ کر خوب مضبوط کیا ہوا تھا۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی۔ یہ آیہ کریمہ پڑھ کر جس بت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے وہ اوندھا گرتا جاتا۔

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات کے لئے علم ہدایت بنا کر بھیجا۔ اور یہ نعمت عطا فرمائی کہ آپکے دینِ برحق یعنی اسلام کو تمام ادیان پر خواہ وہ مشرکین کے دین تھے یا اہلِ کتاب کے غالب فرما دیا۔

لائے جہاں میں انبیا ادیانِ حق مگر غالب ہے سب پہ دین یہ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲

اَعْدَاكَ عَادُوْا فِى الْقَلِيْبِ بِجَهْلِهِمْ
صَرْعٰى وَقَدْ حُرِمُوا الرِّضٰى بِجَفَاكَا

ترجمہ:۔ آپ کے دشمن اپنی نادانی کے باعث پچھڑ کر پرانے

کنوئیں میں رہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادتیاں

اور جور و جفا کرنے کی وجہ سے آپ کی رحمت اور اللہ کی

خوشنودی سے محروم رہ گئے۔

آپ دے دشمناں سمجھ نہ آئی آپ دی شان نرالی

سٹے گئے اِک کھوہ ویرانے سخت مصیبت جالی

دُکھ ایذا پہنچاون والے پاک نبی سرور ﷺ نوں

دوزخ جاندے مُول نہ بھاندے رب خالق اکبر نوں

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (امیر المومنین سیدنا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث اہل بدر یعنی ان مشرکین کے متعلق جو جنگ بدر میں مارے گئے تھے بیان فرماتے تھے کہ جنگ سے ایک روز قبل جناب سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اشقیائے کے نام لے لے کر فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ فلاں مشرک اس جگہ پر مارا جائے گا۔ فلاں اس جگہ پر پڑا ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ ساتھ حق کے کہ جو جگہ جس مشرک کے لیئے تعین فرمائی تھی میں اسی جگہ پر اس کا لاشہ پڑا ہوا تھا۔ مشرکین کے لاشے ایک غیر آباد کنوئیں میں ڈال دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا تم نے اس

وعدہ کو سچا پایا جو اللہ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم سے کیا تھا۔ بیشک میں نے اللہ کا وعدہ سچا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ بے جان جسموں سے کس طرح کلام فرما رہے ہیں؟ فرمایا میرے اس کلام کو تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے

یعنی وہ میرا کلام ویسے ہی سن رہے ہیں جیسے تم یا تم سے زیادہ سننے والے ہیں لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اس حدیث شریف سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل مخالفین کے طعن کا جواب۔ بدعقیدہ لوگ عموماً کہا کرتے ہیں کہ اہل سنّت و جماعت اپنے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی محض بدگمانی ہے ورنہ حدیث مذکورہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ اسی طرح قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (اللہ تعالے اور اس کے حبیب لبیب نے ان کو غنی بنا دیا اپنے فضل و کرم سے) فَضْلِهٖ کی ضمیر واحد غائب بھی ملاحظہ فرمائیے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راضی رہتے) اس پر جو اللہ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت آپ نے یوم بدر سے ایک روز پہلے ہی جنگ کا مکمل نقشہ واضح فرما دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

نوٹ: مقام حیرت ہے کہ موجودہ زمانہ کے کم فہم معترضین جو حضور

عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے متعلق چہ میگوئیاں کرنیکے عادی ہیں) کی عقل پر کیوں پردہ پڑ گیا۔ حالانکہ ابوجہل جیسے کافر حاسد اور مخالف کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مٹھی میں کنکریاں دبا کر حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپ اللہ کے سچے رسول ہیں تو بتلایئے میری مٹھی میں کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بتلاؤں یا وہ خود میری رسالت حقہ کی گواہی دیں اس نے کہا یہ بات تو اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھ میں چھ کنکریاں ہیں۔ اور کنکریوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور آپکی رسالت کی گواہی دی۔ ابوجہل کی قسمت نے یاوری نہ کی۔ بدظنی کرتے ہوئے کنکریاں پھینک دیں۔ اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت فرمائے۔

تیسرے سماع موتیٰ کا ثبوت۔ جب کفار کے مردے سن سکتے ہیں تو ارواح مومنین کی قوت سماع تو ان کی نسبت بدرجہا اولیٰ ہے۔ اور پھر اولیاء اللہ و شہداء کی قوت سماع کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور سلطان الاولیاء قدس سرہ النورانی اور انبیاء علیہم السلام کی حیات اور قوت سماع بلاشبہ عقل و فہم سے بالا ہے معراج شریف کی مبارک شب موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ بیت المقدس میں بھی موجود تھے اور چھٹے آسمان پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے حاضر تھے۔

۳۳

فِی یَوْمِ بَدْرٍ قَدْ اَتَتْکَ مَلَائِکْ
مِنْ عِنْدِ رَبِّکَ قَاتَلَتْ اَعْدَاکَا

ترجمہ:۔ جنگِ بدر کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے

حاضرِ خدمت ہوئے اور آپ کے دشمنوں سے لڑے

اور ان کو قتل کیا۔

بدر دہاڑے حق دی طرفوں لڑن ملائک آئے

نال کفاراں ناہنجاراں آپوں رب فرمائے

آپ دے دشمناں تائیں وڈ وڈ ڈھیر تے ڈھیر لگاندے

نظر نہ آون کم ربیدے سمجھ کسے نہ آندے

غزوہ بدر سب سے بڑا غزوہ ہے مسلمانوں کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی اور مشرکین ہزار کے قریب تھے۔ خداوند تعالےٰ نے کفار کو ہزیمت دی۔ ان میں سے ستّر سے زیادہ مارے گئے اور قریباً اتنے ہی گرفتار ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۔ سورۃ انفال

(جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری پکار سن لی کہ میں تمہاری امداد کو بھیجوں گا۔ ہزار فرشتے لگاتار آنے والے)

چنانچہ پہلے ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار کما قال اللہ تعالےٰ۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○ (پ ۴)

حبیب پاک جب آپ مومنین سے فرما رہے تھے کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

اگرچہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد تھوڑی تھی۔ ہتھیاروں اور سواروں کی بھی کمی تھی۔ لیکن انہوں نے صبر و تقویٰ سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھیجی اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمان اس روز کافروں کا تعاقب کرتے تھے اور کافر مسلمان کے آگے آگے بھاگتا جاتا تھا۔ اچانک اوپر سے کوڑے کی آواز آتی تھی اور سوار کا یہ کلمہ سنا جاتا تھا (اَقْدِمْ حَیْزُوْم) یعنی آگے بڑھ اے حیزوم (حیزوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) اور نظر آتا تھا کہ کافر گر کر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اڑا دی گئی اور چہرہ زخمی ہو گیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حبیب پاک سے یہ واقعات خدمتِ اقدس میں بیان کئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ آسمان سوم کی مدد ہے۔

۳۴

وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّةَ وَالنَّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَافَاكَا

ترجمہ:۔ اور فتح مکہ کے دن فتح نے آپ کے قدم چومے اور نصرت الٰہی آپ کو جنگ احزاب کے دن

پہنچی۔

مکے دے وچہ داخل ہوئے جسدن ساڈے ہادی
پچھے قدم فتح نے آکے گھر گھر ہو گئی شادی
اینویں جنگ احزاب دے اندر نصرت و عونِ الٰہی
فوج کفاراں پاتھر تھلی کیتی سخت تباہی

الٰہی آپ کو جنگ احزاب کے دن پہنچی۔
غزوہ فتح مکہ کیلئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دس ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ جو مکہ مکرمہ سے معہ اہل و عیال ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے راستے میں ملے۔ اپنے اہل و عیال کو مدینہ طیبہ بھیج دیا اور خود لشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں اس جرار لشکر کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ افواج الٰہی کا نظارہ دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے چھکے چھوٹ گئے اور حوصلے پست ہو گئے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خواب سچا فرمایا اور مسلمان بڑے تزک و احتشام کیساتھ بامن مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے۔ (لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ۔ الخ)

غزوہ احزاب جس کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ ماہ شوال یا ذیقعد سنہ ۴ھ یا سنہ ۵ھ میں واقع ہوا۔ یہود کفار قریش کیساتھ مل گئے اور قبائل عرب میں دورہ کر کے ان کو جنگ پر اکسایا اور اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب ان کی زبردست تیاریوں کا پتہ چلا تو آپ نے بمشورہ حضرت

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خندق کھدائی شروع کر دی۔ حضرت سائبان نائقن البرکات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اس کام میں شرکت فرمائی۔ خندق کے کام سے ابھی فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کا ایک جرّار لشکر لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کر لیا اور تیر اور پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ اس محاصرہ کو پندرہ یا چوبیس دن گزرے ہو گئے کہ مسلمانوں پر خوف غالب آ گیا۔ اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور مشرکین پر ایک نہایت سرد اور تند ہوا بھیجی۔ جس نے اندھیری رات میں ان کے خیمے گرا دیئے۔ طنابیں توڑ ڈالیں۔ ہانڈیاں الٹ دیں۔ آدمی زمین پر گرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ بھیج کر کفار کے دلوں میں دہشت ڈال دی اور وہ لرزنے لگے۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ سنگریزے اڑ اڑ کر کانوں کو لگ رہے تھے۔ ان کی آنکھیں نہایت گرد آلود تھیں اور وہ ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکتے تھے۔ اللہ کی قدرت اور حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ کہ وہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی۔

ابوسفیان نے کہا: "اے گروہ قریش! تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہوا نے جو حال کیا ہے تم دیکھ رہے ہو۔ بس اب یہاں سے کوچ کرو اور میں کوچ کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر ابوسفیان ناقہ پر سوار ہو گئے اور لشکر میں الرحیل الرحیل (یعنی کوچ کوچ) کا شور برپا ہو گیا اور لشکر مشرکین پریشانی و گھبراہٹ میں بہت سا سامان پیچھے چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

(۳۵)

هُودٌ وَّ یُونُسُ مِنْ بَہَاكَ تَجَمَّلَا
وَجَمَالُ یُوسُفَ مِنْ ضِیَاءِ سَنَاكَا

ترجمہ :- آپ ہی کی بہارِ حُسن سے حصّہ پا کر حضرت ہُودؑ اور حضرت یونس علیہما السلام صاحبِ حسن و جمال ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن بھی آپ ہی کے آفتابِ حسن کی ضیا ہے۔

یونس وہود نوں حُسن نیارا آپ دی حُسن بہاروں
مہ کنعان بھی روشن ہویا آپ دے نور انواروں
جوبن رُوپ، جمال سبھی نے پائے اس درباروں
جنہوں ملیا، جو کجھ ملیا، ملیا آپ دی پاروں

احادیث شریف میں ہے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نورِ انور کو پیدا فرمایا) وَکُلُّ خَلَائِقِ مِّنْ نُّوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ (تمام مخلوقات میرے نور سے ہیں اور میں اللہ کے نور سے ہوں) حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ دقائق الاخبار میں ارقام فرماتے ہیں کہ جناب سیدالثقلین باعث ایجاد کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

روئے منوّر کے عرق یعنی پسینہ سے عرش کرسی لوح وقلم، چاند، سورج، ستارے اور جو کچھ آسمان میں ہے اور سینہ مبارک کے عرق سے انبیاء و رسل، علماء، شہدا اور صلحاء پیدا ہوئے۔ آسمان کو اللہ تعالےٰ نے ستاروں سے مزیّن فرمایا۔ تو ان میں نورِ احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) جلوہ گر ہے۔ سورج اور چاند کو روشنی ملی تو آپ کے نورِ انور سے۔ آپ کا نورانی اسم اعظم عرشِ معلےٰ کی زینت اور حورانِ بہشت کی آنکھوں کی زیبائش۔ اور آپ کی ذاتِ مقدس دونوں جہان کی زینت ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

کعبہ کی زینت انکے ہی دم سے   طیبہ کی رونق انکے قدم سے
کعبہ ہی کیا ہے دونوں جہانیں   دھوم ہے انکی کون و مکاں میں

حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر تا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جملہ حضرات انبیاء و رسل علیہم السّلام حضور سید الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے باغِ رسالت کے خوشہ چیں ہیں۔ ع۔ جسے جو ملا ہے یہیں سے ملا ہے۔ حسنِ یوسف (علیہ السلام) میں آپ ہی کا نور جلوہ گر ہے حضرات یونس و ہود اور باقی انبیاء علیہم السّلام کا حسن و جمال بھی آپ کے نورِ انور کا پرتو ہے۔

مشکوٰۃ شریف۔ باب اسماء النبی وصفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

حضرت ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوّذ بن عفراء صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف بیان فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا "اے میرے بیٹے اگر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھتا تو (آپکا دبدبہ۔ رعب اور نورانیّت دیکھ کر) یقین کرتا کہ آفتاب نے طلوع کیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے کوئی چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات اقدس سے بہتر اور خوبصورت نہیں دیکھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک میں سورج چل رہا ہے۔

مشکوٰۃ شریف: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خوش کئے جاتے تو آپکا چہرہ انور ایسا روشن ہو جاتا کہ معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں یہ دیکھنا اور پہچاننا مجھی کو خاص نہ تھا بلکہ ہم سب پہچانتے تھے (نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے)

ابن ماجہ: عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا کُلُّ شَیْءٍ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منوّرہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کر دیا۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشہور روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ میرے ہاتھ سے پچھلی رات سوئی گر گئی۔ تاریکی تھی۔ بہت تلاش کی لیکن سوئی نہ ملی۔ اتفاقاً شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہوئے۔ سارا گھر منوّر ہو گیا۔ اور سوئی مجھے مل گئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے سہ بار فرمایا ویل (خرابی) ہے اس کے لیے جو میرا چہرۂ انور دیکھنے سے محروم رہا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

(۴۶)

فقد فقت یا طٰہٰ جمیع الانبیا
طراً فسبحان الذی اسرا کا

ترجمہ:- یا طٰہٰ! بلاشبہ حضور کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فوقیت حاصل ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو شبِ معراج عالم بالا کی سیر کرائی۔

اِک لکھ کئی ہزار پیغمبر اُچیاں شاناں والے
جو فوقیت آپ نوں حاصل کسے نہ کراں والے
اوس مقام دا طٰہٰ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) انت کسے نہ پایا
راتوں رات اس ذات منزّا ہی جس دا سیر کرایا

یا طٰہٰ:- مفسرین نے اس کے مختلف معانی لکھے ہیں۔ اے طیب وطاہر۔ اے پاکیزہ رہنما۔ اے چودھویں رات کے چاند وغیرہ وغیرہ فقد فقتا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط (یہ رسول ہیں کہ ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام کیا۔ اور کسی کو درجات میں بلند کیا)۔

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ: مفسرین رقمطراز ہیں کہ بعض سے

مخصوص حضور پُر نور سیّد دو عالم نورِ مجسّم سرورِ انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں کہ آپ کو بدرجاتِ کثیرہ جملہ انبیاء و مرسلین علیہم السّلام پر اللہ تعالیٰ نے فوقیت عطا فرمائی۔ اسی پر اجماعِ امّت ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔

همه انبیاء در پناهِ تو اند مقیم درِ بارگاهِ تو اند
تو ماهِ منیری همه اختر اند تو سلطان مُلکی همه چاکر اند

تمام انبیاء علیہم السّلام آپ کی پناہ میں ہیں اور حضور کی بارگاہ رسالت کے دروازے پر مقیم ہیں۔ آپ بدرِ منیر ہیں اور سارے انبیاء ستارے ہیں۔ آپ ملک کے بادشاہ ہیں اور سب آپ کے نوکر چاکر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمام اوّلین و آخرین، جملہ انبیاء و مرسلین اور ساری مخلوقاتِ خدا سے افضل و اعلیٰ، سرورِ کل، فخرِ رسل، ہادی سبل ہیں جو نسبت امتوں کو انبیاء و مرسلین سے ہے وہی انبیاء و مرسلین کو حضور شہنشاہِ کل صلی اللہ علیہ وسلّم سے ہے۔ اسی واسطے فرماتے ہیں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ مُوْسٰی کَانَ حَیًّا اَلْیَوْمَ مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ قسم ہے اس ذات کی جس کے یدِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آج موسیٰ علیہ السّلام زندہ (اس دنیا میں) ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی آپ کے فضائل و خصائص عدد و شمار سے باہر ہیں۔ جن کے باعث آپ تمام انبیاء پر فائق ہیں۔ یہاں صرف ان میں سے بعض کا تبرکاً ذکر کیا جاتا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ (اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے) یعنی ہر نبی کو اللہ تعالےٰ نے ایک قوم یا ایک بستی کی طرف بھیجا اور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم کی ذاتِ گرامی کو تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا: وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً..... الخ ارشادِ باری ہوتا ہے اے حبیبِ اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) ہم نے آپ کو سب لوگوں کے واسطے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ بے خبر ہیں۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شہنشاہِ دو جہاں ہیں اور باقی انبیاء علیہم السّلام سے کوئی ایک ولایت کا بادشاہ اور کوئی ایک بستی کا حاکم ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہم نے حبیبِ پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحت آیۂ مذکورہ تحریر فرماتے ہیں لَمَّا کَانَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ لَزِمَ اَنْ یَّکُوْنَ اَفْضَلَ مِنْ کُلِّ الْعٰلَمِیْنَ جب آپ کی ذاتِ اقدس تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے تو لازم ہوا کہ آپ تمام عالمین سے افضل ہیں۔

لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے آپ کی جان کی قسم بیشک وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں) جتنے انبیاء و رسل علیہم السّلام آپ سے پہلے مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کی جان کی قسم نہیں کھائی۔ یہ مرتبہ جلیلہ سوائے آپ کے کسی کو حاصل نہیں۔

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است مے خورد
سوگندِ کردگار بجانِ محمدؐ است (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) (غالب)

جو چیز جس کو عزیز ہوتی ہے وہ اسی کی قسم کھایا کرتا ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ مبارک سے بڑھ کر تمام کائنات میں کوئی چیز اللہ کو پیاری نہیں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان

گرامی کی قسم کھائی ہے۔

اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوقیت دجملہ انبیاء علیہم السلام پر) اور آپکی فضیلت میں بکثرت احادیث شریف آئی ہیں مگر اہل محبت اور عقیدتمندی کے ایمان کی شگفتگی کے لیئے صرف چند ایک درج کی جاتی ہیں کیونکہ بے نور دلوں کے لئے تو ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔

فرماتے ہیں شہنشاہ کل فخر رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَلَا فَخْرَ میں اولین اور آخرین میں بزرگ ترین اور فاضل ترین ہوں اور یہ حقیقت ہے فخریہ نہیں فرما رہے۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا نَبِیٌّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ ۔ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور میرے دست (مبارک) ہی میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ بات فخریہ نہیں فرما رہے اور اس دن آدم (علیہ السلام) اور ان کے علاوہ تمام انبیاء میرے نشان کے نیچے ہوں گے۔ روز قیامت حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آپ کی اُمّت میں شامل ہوں گے جیسا کہ شفا شریف میں مروی ہے۔ مالک روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّکُوْنَ اِبْرَاہِیْمُ وَعِیْسٰی فِیْکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، ثُمَّ قَالَ اِنَّہُمَا فِیْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کیا تم راضی نہیں کہ قیامت کے دن (حضرات) ابراہیم و عیسیٰ (علیہما السلام) تم میں شمار کیے جائیں؟ پھر فرمایا وہ دونوں روزِ قیامت میری اُمّت میں ہوں گے۔

اسراکا۔ معراج شریف کا اہم واقعہ محتاج بیان نہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا ...... الخ اس مبارک شب

میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل و شرف تمام انبیاء و المرسلین پر ظاہر فرما دیا چنانچہ مسجد اقصےٰ (بیت المقدس) میں آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام نے صف بستہ ہو کر آپ کی اقتدا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر سب انبیاء علیہم السلام نے اللہ کی حمد و ثنا کہی اور اپنے اپنے کمالات و خصائص بیان کیے۔ سب سے آخر سیدنا امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ صدارت فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطًا وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور مجھ پر قرآن حکیم نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے میری امت کو سب امتوں سے بہتر بنایا اور مرتبے میں سب سے اوّل اور پیدائش میں سب سے آخر، اور کشادہ کیا میرے لیے میرا سینہ اور اتار لیا مجھ سے میرا بوجھ اور بلند کیا میرے لئے میرا ذکر اور مجھے فاتح اور خاتم النبیین بنایا۔ جب وقت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد اور اپنے فضائل و خصائص اور کمالات بیان فرما چکے تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بِهٰذَا اَفْضَلَکُمْ اَحْمَدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی سبب سے (سیدنا حضرت) محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سب پر افضل ہوئے۔

۴۷

وَاللّٰہِ یٰسٓ مِثْلُكَ لَمْ یَكُنْ
فِی الْعَالَمِیْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَا

ترجمہ :- اللہ کی قسم ہے یا حضرت یٰسین (صلی اللہ علیہ وسلم) (اے سردار) آپ کی مثل تمام مخلوقات میں کوئی نہیں ہے اور میں یہ اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنایا۔

آپ دی مثل نہ ہویا ہوسی اے سردار یگانے
ایس گلوں پہچانے جاندے اپنے تے بیگانے
قسم خدا دی جہڑا آپ نوں نبی بناون والا
بَشَرٌ مِثْلُنَا آکھن والے کرن اپنا منہ کالا

اس زمانہ میں نام نہاد حنفیوں کا ایک ایسا منظم گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو ظاہراً حنفی کہلاتے ہیں۔ اور باطناً ان کا عقیدہ صحیح نہیں۔ یہ لوگ کہیں پیر بن کر اور کہیں امامت کا عہدہ سنبھال کر عوام صحیح العقیدہ کم علم حنفی مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ دراصل یہ حنفی العقائد نہیں حنفیت کو محض ایک ڈھونگ بنا رکھا ہے جیسطرح کفار نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی شان میں کہا کہ "یہ ہماری طرح بشر ہیں"۔ اسی طرح یہ لوگ بھی تہذیب و تعظیم کے دائرہ سے باہر ہو کر "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کی رٹ لگاتے رہتے ہیں

ہمیں ان کے عقیدہ سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ بلا وجہ سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نیک نام کو بدنام کر رہے ہیں ذرا مندرجہ بالا شعر بنظر انصاف مطالعہ فرمائیے۔ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر ادب و احترام ملحوظ رکھا ہے۔ اور آپ کے دل میں حضور سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی کتنی محبّت جاگزیں ہے۔ بار بار قسم کھا کر عرض کر رہے ہیں۔ حضور! (فداک روحی امی وابی) تمام جہانوں کے اندر ساری مخلوقات کے درمیان نہ کوئی آپ کی مثل ہوا اور نہ ہوگا۔

کیا ان نام نہاد احناف کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پڑھ کر جب ہمسری کا دعویٰ کرنا آتا ہے تو قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا کے تحت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا بندہ بننے میں کیوں عار آتی ہے؟

پارہ ۲۴ رکوع تیسرا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے اے میرے بندو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے بندو) جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(حوالہ امداد المشتاق ص ۹۳ حاجی امداد اللہ صاحب دیوبندیوں کے پیر)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم واصل بحق ہیں اس واسطے عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ہیں۔ مولوی اشرف علی دیوبندی نے کہا کہ قرینہ بھی انہیں معنیٰ کا ہے۔ کیونکہ آگے

فرماتا ہے لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا مِنۡ رَّحۡمَتِیۡ تاکہ مناسبت عبادِی کی ہوتی۔

مِثۡلُكَ لَمۡ يَكُنۡ۔ الخ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے لَمۡ اَرَ قَبۡلَهٗ وَلَا بَعۡدَهٗ مِثۡلَهٗ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پہلے اور نہ ہی بعد میں دیکھا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّیۡ لَسۡتُ مِثۡلَكُمۡ میں تمہاری مثل نہیں ہوں (بخاری شریف)

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّكُمۡ مِثۡلِیۡ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم میں مجھ جیسا کون ہے؟

حاکم اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہے حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ قَالَ لِیۡ جِبۡرَائِيۡلُ قَلَّبۡتُ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمۡ اَجِدۡ رَجُلًا اَفۡضَلَ مِنۡ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ جبریل نے مجھ سے عرض کی کہ میں مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر پھرا لیکن کسی شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہ پایا۔

چراغ مہر وماہ لے کر فلک دن رات پھرتا ہے
اسے ثانی نہیں ملتا شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں آپکا ثانی پیدا ہی نہیں کیا۔ تو کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی ہمسری کا دعوےٰ کرے۔ ہاں کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو گستاخانہ لہجہ میں کہا۔

مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (آپ ہماری طرح بشر ہیں) فَقَالُوْا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَی اللّٰہُ۔ انہوں نے کہا کیا بشر ہمیں ہدایت کریں گے پس انہوں نے کفر کیا اور پھر گئے۔ اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا دیکھیے آپکی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی بےمثل فرما دیا۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ اے (جناب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بیبیو تم اور عورتوں کی مثل نہیں ہو یعنی تمام جہان کی عورتوں پر تمہیں شرف وفضیلت حاصل ہے۔

چونکہ مخالفین کے دل محبت جناب سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے بالکل خالی ہیں۔ اسی واسطے ہر وقت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ ورنہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو دیکھنے والی عورتوں نے جوشِ محبت میں اپنے ہاتھ کاٹ لیئے اور حیرت میں آکر بیساختہ پکار اٹھیں:۔

حَاشَ لِلّٰہِ مَا ھٰذَا بَشَرًا ط اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ حاش للہ (اللہ کو پاکی ہے) یہ تو بشر نہیں ہیں، یہ تو کوئی معزز فرشتہ معلوم ہوتے ہیں۔ ملائکہ کئی بار جامہ بشریت میں حضرت تعالیٰ خدمت ہوئے۔ یہ لوگ ان کو بشر کیوں نہیں کہتے۔ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کو اپنے جیسا کہنا حرام ہے اور اگر کوئی ضد اور تعصب کی بنا پر اہانتہً ایسا کہتا ہے تو کافر ہوگا۔

۳۸

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعَرَآءُ يَا مُدَّثِّرُ
عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَا

ترجمہ:۔ اے پیارے مُدثِّر (جھرمٹ مارنے والے) تمام شعراآپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ اور آپ کی صفات عالیہ کا اظہار کرنے سے قاصر ہیں (یعنی بیان کرتے کرتے تھک کر بیٹھ رہے ہیں۔ پھر بھی جملہ اوصاف عالیہ احاطہ تحریر میں نہیں لا سکے)

یا مُدثِّرُ جھرمٹ مارن والڑے ہینڈڑے شاہا!
وصف تُسا ڈڑے سمجھ نہ آون سب تھیں عالی جاہا!
جتنے شاعر فن دے ماہر لا لا زور بچارے
تھک گئے لکھدے لکھدے وصفوں عاجز آگئے سارے

قاصر البیان عاجز انسان کو کیا طاقت ہے کہ حضور سرور کل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن اور خوبیاں بیان کر سکے دنیا اور ما فیہا کے متعلق ارشاد باری ہوتا ہے مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (متاع دنیا قلیل ہے) اور اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کے بارے میں فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (بے شک آپ کا خلق بڑی شان والا ہے) دنیا کا مال و متاع اور نعمتیں جو تھوڑی ہیں ان کو کوئی شمار نہیں کر سکتا تو جسکو اللہ تعالیٰ عظیم فرمائے اسکی وسعت کو کون جان سکتا ہے۔ اور جب خلق عظیم کو سمجھنا مشکل ہے تو ذات شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کسطرح پہچان سکتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔ یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَتِیْ اِلَّا رَبِّیْ میری حقیقت کو سوائے میرے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا "قرآن"۔ جس طرح قرآن مجید کی ماہیّت کو کما حقہٗ کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح خلق عظیم کی معرفت بھی عقل و فہم سے بالا ہے۔

حمد ہو کس سے ادا ان کی بجز ذاتِ خدا
ہے وہی مرتبہ داں ذاتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

محبوبانِ خدا اور مقربانِ الٰہ کو اپنے اوپر قیاس کرنیوالے صراطِ مستقیم سے کوسوں دور ہیں

۳۹

اِنْجِیْلُ عِیْسٰی قَدْ اَتٰی بِكَ مُخْبِرًا
وَلَنَا الْكِتَابُ اَتٰی بِمَدْحِ حُلَاكَا

ترجمہ :۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی انجیل اُتری تو آپ کی خبر دیتی ہوئی اور ہمارا قرآن بھی آپ کے حلیوں کی مدح میں آیا۔

حضرتِ عیسٰی علیہ السلام دی انجیل بھی دِنڑی آن اگاہی
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دی آمد دی خوشخبری، اے محبوبِ الٰہی

ایہہ قرآن جو آپ دے صدقے ملیا اساں غلاماں

حلیے پاک دی مدح کریندا! خبر نہیں ناداناں

حاکم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور مالک کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں - اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی بِعِیْسٰی اٰنْ اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَاْمُرْ مَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْ اُمَّتِکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَتْ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَکَنَ - اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ (میرے حبیب لبیب) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور تیری امت سے جو لوگ اُن کا زمانہ پائیں انہیں بھی حکم کرو کہ ان پر ایمان لائیں - کیونکہ اگر (میرے پیارے حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے تو نہ میں آدم (علیہ السلام) کو پیدا کرتا اور نہ ہی جنت و دوزخ بناتا جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا تو وہ مضطرب ہوا یعنی اس نے جنبش کی میں نے اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) لکھا وہ ساکن ہو گیا -

ابونعیم، بیہقی - ابن سعد اور حاکم اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفت و ثنا انجیل میں یوں مکتوب ہے - لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِیْظٌ وَلَا سَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَاُعْطِیَ الْمَفَاتِیْحَ لِیُبَصِّرَ اللّٰہُ بِہٖ

أَعْيُنًا عُوْرًا وَيُسْمِعُ بِهٖ اٰذَانًا صُمًّا وَيُقِيْمُ بِهِ الْسِنَةً مُعْوَجَّةً حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ يُعِيْنُ الْمَظْلُوْمَ وَيَمْنَعُهٗ مِنْ اَنْ يَسْتَضْعَفَ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نہ سخت دل ہیں اور نہ درشت خو اور نہ بازار دل میں شور دغل کرنے والے۔ انہیں چابیاں عطا کی گئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے واسطے سے اندھی کانی آنکھیں بینا کر دے۔ بہرے کانوں کو شنوائی بخشدے اور ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا کر دے۔ حتیٰ اگر لوگ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ پیارے سیّد الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) مظلوم کی امداد فرمائیں گے۔ اور اس کو اس بات سے بچائیں گے کہ وہ لوگوں میں کمزور سمجھا جائے۔

وَلَنَا الْكِتَابُ...... الخ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انجیل مبارک میں بھی سرور انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف حمیدہ مذکور ہیں (وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ) حضرت عیسےٰ علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کو مژدہ سنایا کہ میرے بعد حضور شہنشاہ دو جہاں نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لانے والے ہیں ان کا نام نامی اور اسم گرامی (سیّدنا حضرت) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) ہے ہمیں جو کتاب ملی ہے یعنی قرآن مجید اس میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے اوصاف اخلاق محامد ومحاسن اور شمائل و خصائل جابجا بیان فرمائے ہیں اور نہایت پیارے پیارے القابوں سے یاد فرمایا ہے۔ يَااَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (اے پیارے کملی پوش) يَااَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (اے جھرمٹ مارنے والے) يٰسٓ (اے سردار) طٰهٰ (اے پاکیزہ رہنما۔ چودھویں رات

کے چاند، المختصر سارا قرآن مجید آپ کی صفت ثنا سے بھرپور ہے۔

۴۰

مَاذَا يَقُوْلُ الْمَادِحُوْنَ وَمَا عَسٰى
اَنْ يَّجْمَعَ الْكُتَّابُ مِنْ مَّعْنَاكَا

ترجمہ :۔ آپ کے مداح آپ کی تعریف میں کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ لکھنے والے آپ کی سیرت وصورت معنوی اور اوصاف حمیدہ سے کچھ تحریر میں لاسکیں۔

مدح خوان تساڈڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دچہ تعریف تساڈی
کی آکھن حد شان انوکھی عقلوں باہر اساڈی
لکھ سکّن کدی ہو نہیں سکدا قلم اُٹھاون والے
ذرہ بھر حقیقت آپ دی، اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نرالے

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

لایمکن الثناء کما کان حقہٗ ۔۔۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۴۱

وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهُمْ
وَالشُّعْبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا

(۴۲)

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ بِجَمْعِ نُزْرَةٍ
أَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ إِدْرَاكًا

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمام سمندر ان کی روشنائی ہو جائیں اور تمام روئے زمین کے درخت قلم بنا دیئے جائیں اور تمام گروہ جن و انسان (یا ساکنان ارض و سما) مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔ بایں ہمہ آپ کے مکارم و اوصاف جمیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔ لکھنا تو در کنار اس کا ادراک بھی نہ کر سکیں۔

جتنے ہین سمندر سارے جے ہو جان سیاہی
قلماں کپ بنائیے جیکر ہر بوٹا ہر کاہی
جن انسان اکٹھے ہو کے لکھ تدبیر لڑاون
اِک ادھا کوئی وصف شہاندا رِل مِل لکھنا چاہون
عقلوں فکروں پیرے پریرے لِکھے کون لِکھائے
مَنْ رَّاٰنِی شان نرالی سمجھ کسے نہ آئے

اس میں شک نہیں کہ سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک

ایسی حقیقت بیان فرمائی ہے جس پر ہر صحیح العقیدہ مسلمان کا یقین اور ایمان ہے۔ لیکن آج ہمیں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑ رہا ہے جو اصلی حنفیت کے دعویدار ہیں اور اپنے تئیں حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین ظاہر کرتے ہوئے نہ صرف ان کے عقائد سے بالکل منحرف ہیں بلکہ شہنشاہِ دوجہاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مراتب عالیہ اور علوم باطنی پر بھی تنقید کرتے رہتے ہیں۔

حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتے ہیں: "ساکنانِ دوجہاں جن وانس اور ملائکہ سب کو جمع کر لیا جائے۔ تمام سمندروں کا پانی سیاہی بنا دی جائے۔ اور روئے زمین پر جتنے درخت ہیں سب کی قلمیں بنا دی جائیں اور یہ سارے تا ابدالآباد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مدارج اور اوصافِ جمیلہ قلمبند کرتے رہیں۔ باوجود سعی عظیم کے آپ کے کمالات سے ایک ذرّہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔ بلکہ ملو مراتب کا ادراک بھی نہ کر سکیں۔"

جب اہلِ بصیرت آپ کی شان اور منصب عالی کو نہیں سمجھ سکتے۔ تو اربابِ عقول کے اعتراضات بے معنی ہیں۔ جس شخص نے اپنی ساری عمر میں دریائے راوی کا کنارہ نہیں دیکھا وہ پرلے درجے کا بے وقوف ہے اگر وہ بحر اوقیانوس کے متعلق محض ذاتی قیاس آرائی کی بنا پر لوگوں میں غلط بیانی کرتا رہتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بالتحقیق صحیح فرمایا ہے کہ آپ کے اوصافِ حمیدہ عقل وفہم سے باہر ہیں۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلّم)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں

ارقام فرماتے ہیں:-

اکثر عوام النّاس خواہند کہ فراخی حوصلہ بادشاہاں را دریابند و معلوم کنند بگفتگو ہرگز نمیتوانند فہمید واز ین حالت کہ گفتہ اند: لَا یَعْرِفُ الْوَلِیَّ اِلَّا الْوَلِیُّ وَلَا یَعْرِفُ النَّبِیَّ اِلَّا النَّبِیُّ (اکثر عوام النّاس چاہتے ہیں کہ بادشاہوں کے حوصلے کی فراخی کو پہنچیں اور اس کو گفتگو یا بات چیت کے ذریعے معلوم کریں۔ لیکن وہ ہرگز دریافت نہیں کر سکتے اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اسی واسطے یہ قول معروف ہے کہ ولی کو ولی اور نبی کو نبی ہی پہچان سکتا ہے) بر مقامے کہ رسیدی نرسید ہیچ نبی۔ حضور سیّد الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس مقام پر پہنچے ہیں وہاں کسی نبی یا ولی کو رسائی نہیں ہے۔ اس واسطے سوائے ذاتِ باری کے آپ کے درجاتِ عالیہ کو کماحقہٗ کوئی نہیں جانتا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

۴۳

بِکَ لِیْ قُلَیْبٌ مُغْرَمٌ یَا سَیِّدِیْ
وَحُشَاشَۃٌ مَحْشُوَّۃٌ بِھَوَاکَا

ترجمہ:- اے میرے سردار! میرا دل آپ کا شیفتہ ہے
اور مجھ مریضِ عشق کی بقیہ جان آپ کی محبت سے بھری ہوئی ہے

ایہہ دل ٹُٹڑا پھُٹڑا آقا! آپ دا ہے شیدائی
ہجر فراق تساڈڑے اندر جان لباں تے آئی

نچی کھچی جند اندر ایسا دھس گیا عشق تُساندا
غیراں چِک مہاراں لیاں ہویا کوچ اُنہاندا

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ٭ اے طبیب جملہ علّت ہائے ما

اے عشق خوش رہو، تو ہمارا اچھا جنون اور ہماری تمام بیماریوں کا طبیب ہے،
فرماتے ہیں۔ آپ کا عشق بڑی چیز ہے اور میرا دل چھوٹا اور حقیر ہے
پھر بھی (بمصداق عشق گنبد در دل تنگ نگنجد در جہاں۔ عشق کو ایک وسیع
جہاں میں سمائی نہیں۔ لیکن عاشق کے تنگ اور چھوٹے سے دل میں سما
جاتا ہے) آپ کی محبت میں نہایت بے قرار و مضطرب ہے اور آپ
کی محبت میرے رگ و ریشہ میں بھری ہوئی ہے۔

حافظِ بیمارِ محبت کا مداوا کیجے ؏
اے مسیحائے زماں ذاتِ رسولِ عربی ما صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(۴۴)

فَاِذَا سَکَتُّ فَفِیْكَ صِمْتِیْ کُلُّهٗ
وَاِذَا نَطَقْتُ فَمَادِحًا عُلْیَاکَا

ترجمہ:۔ پس جب میں خاموش رہتا ہوں۔ تو آپ ہی کے
جمالِ پُر انوار کے تصوّر میں اور جب بولتا ہوں تو آپ
کے اوصافِ عالیہ کی مدح و ثنا کرتا ہوں۔

چُپ میری بھی شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اندر یاد تُساندی

دِل خاموش محبت اندر ہے جھنڈڑی درماندی

جے بولاں تے بول تساڈڑی مدح ثنا دے بولاں

شان اُچیری تول جندواری تن من دھن سب گھولاں

طبرانی وحاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ "حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دیکھنا عبادت ہے"۔

جب حضور شیرِ خدا مشکلکشا کرم اللہ وجہہ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھنا عین عبادت ہے تو اس ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تصوّر میں بیٹھنا (جو باعثِ ایجاد کونین ہیں) کیوں نہ اولیٰ اور افضل عبادت ہوگی۔ سیّدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ہر وقت اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں رہتا ہوں۔ خاموشی کی حالت میں آپکا تصوّر پیشِ نظر رہتا ہے۔ اور جب کلام کرتا ہوں تو آپ کے ذکرِ جمیل کے سوا مجھے کچھ نہیں سوجھتا۔

جو لوگ حنفی کہلاتے ہیں ان کے لئے سیّدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ہے۔ لیکن اس زمانہ میں عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں اور اعتراض کرنے والے برساتی مینڈکوں کی طرح دن بدن زیادہ پیدا ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے بے ادب لوگ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی پر بھی اعتراض جمائیں کہ

انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا ہے اور ہر وقت حضور رشید العالمین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کی یاد میں محو رہتے ہیں اور ان کا یہ قول و فعل معاذ اللہ توحید کے منافی ہے۔ یہ ان کا خیال باطل ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر خیر اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر ہے۔ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جنگِ ہفتاد و دو ملّت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

چونکہ معترضین صاحب حال اور اہل بصیرت نہیں ہیں اس واسطے حقیقت حال سے آگاہ نہیں ان کو محبّت اور درد دل نہیں ملا۔ لہٰذا اہل درد و محبّت کے حالات سے بھی ناواقف ہیں۔

چو بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نہٗ دلبرا خطا اینجاست

(جب تو کسی صاحب دل کی باتیں سنے تو یہ نہ کہنا کہ غلط کہتا ہے۔ کیونکہ تو خود ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتا، قصور تیرا ہے)۔

یاد رکھیں محبّ اور محبوب میں میرا تیرا نہیں ہوا کرتا۔ جہاں معاملہ اس کے برعکس ہے وہاں محبّت کا سلسلہ قطعاً نہیں۔ محض زبانی جمع خرچ ہے

حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان مبارک میں ارشاد باری ہوتا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ (حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم) جنگ بدر میں کفّار پر جو کنکریاں آپ نے پھینکیں وہ آپ نے نہیں بلکہ ہم نے پھینکی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دست مبارک کو اپنا ید قدرت ظاہر فرمایا۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو فی الحقیقت اللہ

ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے) مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا) حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ۔ مالکِ کونین سیّد الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں جس نے ہماری اطاعت کی بلا شبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ہماری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ شفا شریف میں حضور امیر المؤمنین سیّدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! حضور کی فضیلت بارگاہِ ربّ العزّت میں اس حد تک پہنچی کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرما دیا۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا) ملّا علی قاری شرح شفا میں لکھتے ہیں وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یُّقَالَ اَلْمُرَادُ بِرَفْعِ ذِکْرِہٖ اِنَّہٗ جَعَلَ ذِکْرَہٗ ذِکْرَہٗ کَمَا جَعَلَ طَاعَتَہٗ طَاعَتَہٗ وَلَا مَقَامَ فَوْقَ ھٰذَا فِی الْمَرْتَبَۃِ۔ یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ مراد رفع ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکے ذکر کو اپنا ذکر فرمایا۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا کہ کوئی مرتبہ اس سے بالا نہیں ہے۔

نیز شفا شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ وَرَبَّکَ یَقُوْلُ اَتَدْرِیْ کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُکِرْتُ

ذُكِرْتَ مَعِي قَالَ ابْنُ عَطَاءٍ جَعَلْتُكَ ذِكْراً مِنْ ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي - فرماتے ہیں میری خدمت میں جبرائیل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور عرض کی میرا اور آپکا پروردگار فرماتا ہے۔ "آپ جانتے ہیں میں نے آپکا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلّم) بہتر جانتے ہیں۔ جبریل علیہ السّلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے حبیب میں نے اپنا اور آپ کا ذکر لازم وملزوم بنا دیئے ہیں۔ جب میرا ذکر ہو تو میرے ساتھ آپکا ذکر بھی ضرور ہو۔ ابن عطا نے کہا "میں نے آپکے ذکر کو اپنا ذکر بنا دیا ہے جس نے آپکا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

(۴۵)

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلاً طَيِّبَاً
وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰى اِلَّا كَا

ترجمہ :- جب سُنتا ہوں تو آپ ہی کے پاکیزہ اقوال سُنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ ہی کا جلوہ نظر آتا ہے

نہیں من بھاندی نہ کن پوندی گل کسے غیر سخن دی
کن سُندے آواز ہمیشہ آپ دے پاک سُخن دی
چاروں پلے عرشیں فرشیں جتول نظر دوڑاواں

شان فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ دی ویدتساندی پاواں

سرمدمست رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

چشم گر بینا شود در ہر طرف دیدار ہست
گوش گر شنوا شود در ہر طرف گفتار ہست

شیفتہ دل اور فریفتہ جمال فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بھی حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر وناظر بالیقین جان کر عرض کر رہے ہیں "میرے آقا! جسطرف بھی میں نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں سوائے آپ کے روئے منور کے مجھے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور کانوں میں سوائے حضور کے پاکیزہ اقوال کے کوئی بات سنائی نہیں دیتی"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ (جس طرف بھی تم رُخ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے) مفسرین نے وجہ کے مختلف معانی لکھے ہیں۔ رحمت، رضا، ذات، توجہ اور چہرہ۔ اور اگر آخری معنی لئے جائیں تو وَجْہُ اللّٰہ سے مراد رخ انور شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کیونکہ اللہ کی ذات تو جسم سے پاک و منزہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقّ حضور پُرنور مالک یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جس نے ہمیں دیکھا اس نے اللہ کی ذات کو دیکھا کیونکہ آپ مظہر اتم صفات الٰہیہ ہیں حاضر وناظر کی بحث تو پہلے گذر چکی ہے۔ یہاں صرف اتنا ہی ذکر کر دینا کافی ہے کہ

خاصانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن ز خدا جدا نہ باشند

مقبولانِ خدا۔ نہ خدا ہیں نہ خدا سے ہیں جُدا۔ لیکن اس رمز کو سمجھنے کے لیئے دیدۂ دل درکار ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

خطرۂ عظیم: اگر لفظی ترجمہ کیا جائے تو آیۂ مذکورہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ سے اللہ کا چہرہ ثابت ہوتا ہے اور سورۂ مائدہ میں اللہ کے دونوں ہاتھ ثابت ہیں (وَ قَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ یہود نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جواب میں فرمایا۔ یہ لعنتی بکتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ میرے تو دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتَانِ) اور تیسری آیت سے اللہ تعالیٰ کی پنڈلی ثابت ہے (یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی ظاہر فرمائیں گے) ان ہر سہ آیات کا مطالعہ کرنے کے بعد سخت خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی رٹ لگانے والے اور انبیاء علیہم السّلام کو اپنے جیسا بشر جاننے والے کہیں اللہ تعالیٰ کو بھی اپنی مثل یا اپنے بڑے بھائی کی مانند نہ سمجھ لیں۔

ان آیات کی موجودگی میں اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو نُورُ السّمٰوات والارض ہی جانتے ہیں تو پھر جناب سیّد العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی (جو اللہ کے نُور سے ہیں اور تمام مخلوقات ان کے نُور سے

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ) کے ساتھ کفار کی طرح مماثلت کر کے کیوں اپنا ایمان ضائع کر رہے ہیں۔

فَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ قَبْلَ الْمَوْت

(۴۶)

یَا مَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ
اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَا

ترجمہ:۔ اے میرے مالک بحالت فقر میرے شفیع ہوجیئے کیونکہ ساری خلق میں آپ کی غنا کا سب سے زیادہ محتاج میں ہی ہوں

بینڈڑے مالک، حافظ و ناصر شافع روز حشر دے
تنگی تے ناداری اندر والی مجھ بے زر دے
آپ شفاعت کرنا میری، اندر خلقت ساری
سب تھیں ودھ محتاج غنا دا آہدی میں بلہاری

سبحان اللہ! سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضور سید الثقلین مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مالک مان کر التماس کر رہے ہیں۔ میرے مولا! تہیدستی اور تنگی کی حالت میں میری نگہداشت فرمانا اور قیامت کے دن بھی میری شفاعت فرمانا۔ اس میں شک نہیں کہ ساری مخلوقِ خدا آپ کی محتاج ہے لیکن مجھ سے بڑھ کر آپ کی غنا کا محتاج

کوئی نہیں ہے

یا مصطفےٰ نہ چھوڑیئے روزِ جزا ہمیں دونوں جہاں میں آپکا بس آسرا ہمیں

استمداد از مقبولانِ خدا کے منکرین عموماً اولیاء اللہ کے معتقدین اور اور ان سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیا کرتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی زد میں آجائیں۔ کیونکہ ایسے بدعقیدہ لوگوں کی نظروں میں مندرجہ بالا شعر سراسر شرک سے لبریز ہے۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالےٰ کا نام تک نہیں لیا۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کھلے الفاظ میں اپنا مالک شافع حاجت روا اور سب کچھ مان لیا ہے۔ ہمیں خالص وہابیوں سے تو کوئی سروکار نہیں لیکن ان نام نہاد حنفیوں پر ضرور افسوس ہے جو حنفی کہلاتے ہوئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال اور عقائد سے منحرف ہیں (مسئلہ استمداد کی تحقیق کے لیے ہمارا رسالہ..... "استمداد از عباد الرحمان" مطالعہ فرمایئے)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ بجز ایں نیست کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) تمہارے مددگار ہیں۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے معاون و مددگار ہیں تو بزرگانِ عظام بھی ہمارے مددگار ہیں۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ فرماتے ہیں مولائے کل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس کا میں مولا (مددگار) ہوں (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ) بھی اس کے مولا ہیں۔

اِنِّیْ فَقِیْر..... الخ۔ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے زمین کے تمام خزائن کی کنجیاں، جنت و دوزخ کی کنجیاں، نفع و نصرت کی چابیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ (اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں) جب آپ ہی عطا کرنے والے ہیں تو ہر شخص آپ کا محتاج ہے۔ آپ غریبوں مسکینوں کے ملجا و ماویٰ اور فقرا کو غنی بنانے والے ہیں۔ وہ شخص نہایت ہی بدنصیب ہے، جو اس سخی دروازہ کو چھوڑ کر در بدر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

اور کیا برا لگا انہیں یہی نہ کہ اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ اللہ و رسولہ نے اپنے فضل سے ان کو دولتمند بنا دیا۔ اے اللہ کے حبیب ہم بھی آپ کی غنا کے محتاج ہیں۔ ہمیں بھی دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائیے۔

یک نظر یا رحمۃ للعالمین

بر غریب حافظ اندوہگیں

۴۷

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی

جُدْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاکَا

ترجمہ:۔ اے تمام موجودات سے بزرگ ترین، اے خزانۂ مخلوقات، مجھے اپنی بخشش سے بخشیے اور اپنی رضامندی

سے راضی کیجئے۔

ساری مخلوقاتوں افضل کل شہاندے شاہا!

خلقت دا بھرپور خزانہ ذات تساڈڑی آہا

اپنی بخشش تھیں کجھ بخشو بخشنہار یگانے!

راضی نال رضا اپنی دے کیجئے اس مستانے

یا سیدالثقلین (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی ذات مبارک کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے۔ اپنے سارے خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔ آپ کی مثل نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ دوست تو دوست اعداء پر بھی آپ کی رحمت جاری ہے۔ آپ کے جود و کرم کی کوئی انتہا نہیں۔ اپنے خزانہ بخشش سے مجھے بھی کچھ بخشیئے اور اپنی خوشنودی سے مجھے خوش کیجئے۔

۴۸

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ

لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَا

ترجمہ:۔ میں آپ کی بخشش کا حریص ہوں اور بجز آپ کے دنیا میں مجھ غریب کا (ابی حنیفہ کا) کوئی یار و غمگسار نہیں ہے۔

رکھاں طمع ہمیش تساڈڑی بخشش جود سخاوی
کرماں والڑا پاییو پھیرا کُل خلقاں دے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دا نہیں کوئی باہجوں آپ سہارا
جہڑا آن کرے ہمدردی ڈھونڈیا میں جگ سارا

غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جز تو حبیبم

فرماتے ہیں میں آپکی جود و سخا کا طامع اور حریص ہوں۔ امیدوار نہ کہا بلکہ طامع فرمایا اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوانِ کرم اتنا وسیع ہے کہ تمام جہان آپ کا پروردۂ نعمت ہے۔ فرمایا میں بھی آس لگائے بیٹھا ہوں کہ میرا دامنِ امید گوہر آرزو سے کب مالامال ہوتا ہے۔ صرف جناب کی ذات بابرکات کا سہارا ہے۔ کوئی یار و مددگار نہیں اور نہ کوئی پرسانِ حال ہے۔

میرے دردِ دل کی نہ کوئی دوا ہے
اگر ہے تو بس اک رسولِ خدا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نوٹ: شاید کوئی اس زمانہ کا معجونِ مرکب (مقلّد و غیر مقلّد) توحید پرست خفی اعتراض کرے کہ امام صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اپنا حامی و مددگار بنا لیا ہے سو اس کا یہ خیال باطل ہے۔ اور وہ جناب آقائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اعلیٰ سے بیخبر ہے۔ نیز حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح

عقائد کو اپنے کھوٹے عقائد کی کسوٹی پر پرکھتا ہے اس کو جاننا چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدد اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے۔ اللہ بھی اس کا مددگار ہے۔ جس کے حامی جناب حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ راندۂ بارگاہِ رسالت مردودِ جنابِ باری ہے۔

(۴۹)

فَعَسَاکَ تَشْفَعُ فِیْہِ عِنْدَ حِسَابِہٖ
فَلَقَدْ غَدَا مُتَمَسِّکًا بِعُرَاکَا

ترجمہ :۔ امید ہے کہ اس کے حساب وکتاب کے وقت آپ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ کیونکہ وہ آپ کا دامن مبارک پکڑنے والا ہے۔

بڑی امید اے جبدن خالق کرسی آپ عدالت
وقت حساب کتاب دے میری کرسو آپ شفاعت
کیونکہ میں ہاں عاجز بردا دامنگیر تسا ڈا
اوکھے ویلے باجھ تساں دے کوئی نہ حضرت ساڈا

سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم وعمل اور تقوے و پرہیزگاری شہرۂ آفاق ہیں۔ آپ امام الائمہ (امام اعظم) سراج الامۃ اور امام المتہدین

ہیں۔ آپ کا وجود فقہا و علمائے کے لیئے باعث صد عز و شرف ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں اور اعمال صالحہ کے حضور شافع روز جزا سیّد الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض کر رہے ہیں۔ "آقا یہ گنہگار آپ کا دامنگیر ہے۔ اگرچہ اس کے اعمال قابل بخشش نہیں لیکن اسے یقین کامل اور امید واثق ہے کہ بروز جزا آپ ضرور اس کی شفاعت فرمادیں گے۔"

مقام غور ہے کہ جب اتنی بلند پایہ ہستی کی ساری امیدیں وابستۂ شفاعت جناب رحمۃ للعالمین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اپنی نیکیوں پر قطعاً بھروسہ نہیں رکھتے تو کسی ناقص العقل انسان کا اپنے اعمالوں پر بھروسہ کرنا اس کی نادانی اور جہالت کا بیّن ثبوت ہے۔ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ ... الخ۔ قیامت کے دن ایسی حالت ہوگی کہ آدمی اپنے بھائی، والدین، بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا۔ کام آئے گی تو اس روز حضور سیّد المرسلین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت جس کے محتاج انبیاء علیہم السّلام بھی ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اپنا ارشاد مبارک ہے۔ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَہُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِہِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔ (ترمذی) قیامت کے دن میں نبیوں کے امام اور ان کے خطیب (یعنی وہ خاموش ہوں گے ہم ان کی طرف سے کلام کریں گے) اور ان کے صاحب شفاعت ہوں گے۔ اور یہ فخریہ بات نہیں یعنی یہ حقیقت ہے۔ کوئی بدبخت منکرِ شفاعت یہ نہ سمجھ لے کہ آپ نے یہ کلمات محض فخریہ طور پر فرمائے ہیں۔

آجکل کے زاہدانِ ظاہر پرست، بعض بد عقیدہ علما اور ان کے سبب

عمل پیروکار اگرچہ حنفی نقشبندی وغیرہ کہلاتے ہیں۔ لیکن شفاعت کے منکر ہیں اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کو شرک جانتے ہیں اور سلسلہ گیارھویں شریف و محافل میلاد ان کے نزدیک حرام اور بدعت ہیں۔ خدا جانے یہ لوگ کس قسم کے حنفی ہیں اور کس امام کی تقلید کرنے والے ہیں۔ کیونکہ عقائد کے لحاظ سے سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مابین بعید تفاوت ہے۔ اگر حنفیت یہی ہے تو اہلِ عقیدت کا خدا حافظ! ؎

گر مسلمانی ہمیں است کہ مفتی دارد
وائے گر از پئے امروز بود فردائے

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لوگ حنفی العقائد نہیں ہیں۔ محض اپنے ذاتی عقائد کی پرچار کرنے اور عوام سادہ لوح صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنسانے کے لیئے انہوں نے حنفیت کا جامہ پہن رکھا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش!
من انداز قدت را مے شناسم

۵۰

فَلَانْتَ اَكْرَمُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ
وَمَنِ الْتَجٰى بِحِمَاكَ نَالَ رِضَاكَا

ترجمہ:- بلاشبہ آپ (اللہ کے ہاں) بزرگ ترین شافع اور مقبول الشفاعت ہیں۔ اور جو آپ کی پناہ میں آگیا، اُس نے آپ کی خوشنودی کو پالیا۔

اللہ دے نزدیک مکرم آپ جیہا نہ کوئی
شافع ایسے مَن سفارش حق کرے دلجوئی
منگ منگ جس دعائیں منگ لئی آپدی پشت پناہی
حاصل کر لئی اس خوشنودی آپ دی بیندڑے ماہی

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔
شنیدم کہ در روز امید و بیم　　بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم،
میں نے سُنا ہے کہ امید و بیم کے دن یعنی بروزِ جزا اللہ کریم بدکاروں کو نیکوں کی طفیل بخش دے گا۔
مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔
بحُسنِ اہتمامت کارِ جامی　　طفیلِ دیگراں یابد تمامی،
قیامت کے دن حبیب شہنشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاجِ شفاعت زیبِ سر فرما کر تختِ رسالت پر جلوہ افروز ہوں گے اور گنہگاروں کی شفاعت کا اہتمام فرمائیں گے تو اس روز میرا کام دوسروں کی طفیل ہی بن جائے گا یعنی آپ کے بندگانِ نیک اور غلامانِ صالحین کی نظرِ کرم اور سفارش سے میری بخشش ہو جائے گی۔
اکرمِ شافع : حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان میں ارقام فرمایا ہے کہ آپ معزز، بزرگ ترین شفاعت فرمانے والے ہیں۔ اور آپ کی شفاعت ایسی نہیں جو رائیگاں جائے۔ اللہ کے نزدیک نہایت

مقبول و منظور ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ اور قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں۔

آپ شہنشاہِ شفاعت ہیں۔ آپ کے حکم کے ماتحت آپ کے غلامانِ باصفا متبعِ لاانِ الاہی گنہگارانِ اُمت کی شفاعت کریں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی الجدعا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِي اَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِي وَالدَّارِمِي وَابْنُ مَاجَة : میرے ایک اُمتی (یعنی بزرگ) کی شفاعت سے بنی تمیم (جو نہایت بڑا قبیلہ ہے) کے بے شمار افراد بہشت میں داخل ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِي سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بہر کیف قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جب ایک صاحب کی شفاعت سے اتنے آدمی بہشت میں جا پہنچے گئے تو اُمتِ جنابِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت نیک اچھے لوگ جب گنہگاروں کی شفاعت کریں گے تو لاتعداد اشخاص ان کے ذریعے بہشت میں داخل ہوں گے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک دوسری حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابی سعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مالکِ کونین صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ میری امّت سے بعض جماعتوں کی شفاعت کریں گے۔ بعض ایک قبیلہ کی۔ بعض عصبہ کی (دس سے چالیس تک) اور بعض صرف ایک آدمی کی حتیٰ کہ ساری امّت اس طرح بہشت میں داخل ہو گی۔ (رواہ الترمذی)

وَمَنِ الْتَجیٰ ...... الخ۔ سیّدنا حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آپ کی پناہ میں آگیا۔ اس نے آپ کی خوشنودی کو حاصل کر لیا۔ تعصّب کی عینک اتار کر واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ عقیدتمند انسان تو درکنار حیوانات اور وحوش وطیور بھی آپ سے پناہ کے خواستگار اور آپ کی حمایت کے طالب ہوئے ہیں۔ اور غمخوارِ امّتاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بھی انکی فریاد سن کر ہر ایک کی حمایت واعانت فرمائی ہے۔ اور ان کی شکایات وتکالیف کا ازالہ فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شفقت، رحمت ورافت ملاحظہ فرمایئے کہ ہر وقت امّت کا غم دامنگیر ہے۔ فرماتے ہیں۔ لَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ اِلَّا اَنَا مُمْسِكٌ بِحُجْزَتِهٖ اَنْ یَّقَعَ فِی النَّارِ (تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روکے رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے (الطبرانی فی الکبیر عن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ایک طرف تو جناب رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم انتہائی ہمدردی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اور دوسری جانب بعض نااہل امتیوں کی یہ کیفیت ہے، کہ آپ کی شفاعت کا کھلم کھلا انکار کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کوشش فرما رہے ہیں کہ کوئی امّتی دوزخ میں

نہ جائے۔ مگر یہ بدعقیدہ لوگ اپنے ناقص اعمال پر اس قدر نازاں وغیرہ ہیں کہ آپ کے مبارک ظلِ حمایت میں پناہ لینا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو یوم قیامت ایسا ہولناک دن ہے کہ سوائے حضور رحمۃ اللعالمین محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باقی جملہ انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی پکاریں گے۔ بروزِ محشر اگر نجات چاہتے ہو تو اس وقت کو غنیمت جانو اور دامنِ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اگر یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا تو سوائے کفِ حسرت ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

شاہِ شاہاں کا دامن ابھی تھام لو

پھر نہ ہاتھ آئے گا وقت گذرا ہوا

نوٹ: جب کسی کمسن لڑکے یا لڑکی کی نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے تو اس نماز میں شمولیت کرنے والے خواہ اہل سنت وجماعت ہوں یا دیو بندی او وہابی، خالص غیر مقلد ہوں یا گلابی وہابی، سب کے سب لڑکے یا لڑکی کی میّت پر جو دعا پڑھتے ہیں اس میں یہ کلمات بھی شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا (لڑکے کے لئے) اے اللہ اس لڑکے کو ہماری شفاعت کرنے والا بنا دے اور ایسا سفارشی کہ جس کی سفارش منظور ہو۔ اسی طرح لڑکی کے بارے میں دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً منکرین شفاعت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک لمحہ کے لئے ضد اور تعصّب کو چھوڑ کر ذرا سوچیں کہ ایک طرف تو ایک لڑکے کی میّت سامنے رکھ کر اللہ کی جناب میں اپنے دل اور زبان سے دعا مانگ رہے ہیں کہ الٰہی اس کو ہمارا شافع بنا دے اور ایسا شافع کہ جس کی شفاعت رجسٹرڈ ہو۔ یعنی

منظور شدہ اور دوسری جانب آقائے کل فخرِ رسل غمخوارِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے روگردانی کر رہے ہیں اور شفاعتِ کبریٰ پر یقین رکھنے والوں کو مبتدع اور مشرک بنا رہے ہیں۔ ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ ایسے معصوم بچے جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں محبوبانِ خدا سے زیادہ شان والے ہیں؟ جو ان کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے تم دعائیں مانگتے ہو اور اس ذاتِ گرامی کا دامنگیر بننا گناہ سمجھتے ہو۔ جن کی رضا کا طالب خود خالقِ باری ہے جو دونوں جہاں کے لئے شفیع روزِ جزا ہیں۔ جنکی شفاعت ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور ہو چکی ہے

ع گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

(۵۱)

فَاجْعَلْ قِرَاكَ شَفَاعَةً لِّي فِي غَدٍ
فَعَسَىٰ أَرَىٰ فِي الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَاكَا

ترجمہ:۔ کیجئے اپنی مہمانی میرے لئے شفاعت کرنا کل کے دن پس قریب ہے کہ حشر میں مجھے آپ کے لوائے حمد کے زیرِ سایہ جگہ عنایت کی جائے گی۔

حشر دہاڑے مہماں پرور! کرنا مہمانداری
میرے لئی شفاعت اپنی ہیں صدقے میں واری

ہیٹھ علم اپنے دے حضرت کُل نبیاں ﷺ دے والی

کرنا جگہ عنایت مینوں پھیر نہ دیوناں خالی

مذکورہ بالا تین اشعار میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ متواتر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں آپ کی شفاعت کے لیئے درخواست دے رہے ہیں۔ آخری شعر میں جسطرح اہل محبت کا شیوہ ہے نہایت پیار اور ناز کے انداز میں عرض پیرا ہیں۔ "حضور کل قیامت کے روز جب آپکے خوانِ یغما پر مہمانوں کا مجمع عظیم ہوگا۔ تو اس روز نوازش خسروانہ سے مجھے محروم نہ فرمائیے گا۔ میں بھی آپکی مہمان نوازی کا امیدوار ہوں۔ نیکو کاران تو آپ کے انعام و اکرام کے مستحق ہیں۔ میں گنہگار ہوں مجھے آپکی شفاعت کی اشد ضرورت ہے اور میرے لیئے آپکی یہی مہمانی کافی وافی ہے

ہم گنہگار ہیں کیا حال ہمارا ہوگا!

روزِ محشر کی ہمیں فکر لگی رہتی ہے

دوسری عرض یہ ہے کہ بروز محشر جب آپکے دستِ مبارک میں لوائے حمد ہوگا جس کے نیچے جملہ انبیا علیہم السلام اور مقربین و صالحین آپکے ظلِ حمایت میں پناہ گزین ہوں گے تو اس دن اپنی کرم نوازی سے اس ناچیز کو بھی زیر سایہ علم تھوڑی سی جگہ عنایت فرما دیجئے گا۔ مجھے امید قوی ہے کہ میری یہ عاجزانہ درخواست حضور مقبول و منظور فرما دیں گے۔

ع۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

سبحان اللہ! سیدنا حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہِ

دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کے لیے بار بار التجا کر رہے ہیں۔ اور اس زمانہ کے گندم نما جو فروش احناف آپ کی تقلید کا دعویٰ کرنے والے آپ کے برعکس شفاعت کا بار بار انکار کر رہے ہیں۔ ایسی تقلید اور حنفیت سے خدا محفوظ رکھے اور مسلمانوں کو توفیقِ ادب عطا فرمائے۔

۵۲

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَا كَا

ترجمہ:۔ اے رحمت کے نشان! اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ پر درود شریف بھیجتا رہے (اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے) جب تک کہ ایک مشتاق بھی آپ کے آستانۂ عالیہ کی حاضری کا آرزومند رہے (یعنی قیامت تک)

۵۳

وَعَلٰى صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيْعِهِمْ
وَالتَّابِعِيْنَ وَكُلِّ مَنْ وَّالَا كَا

ترجمہ:۔ اور اللہ کی رحمت نازل ہو آپ کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین پر اور ہر شخص پر جو آپ کو

دوست رکھے۔

بھیجے رب درود تُسانتے ہادیِ راہِ ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم
روضہِ پاک دا اک مشتاق بھی جد تک رہے سلامت
آپ دے کل اصحاباں یاراں تابعیناں غمخواراں
سب تے رحمتاں والیاں پوندیاں رہن ہمیش پھُہاراں

○

عرض کرے لکھ وار سلاماں حافظ او گنہارا
اک واری منظور کرے جے صاحب بخشنہارا
دم دم پاک نبی سرور تے صلی اللہ علیہ وسلم بھیج درود الٰہی
حشر دہاڑے اُمت دی جو کرسن پشت پناہی

دُرود شریف کی فضیلت سے کون واقف نہیں۔ ذاتِ باری اور اس کے فرشتے ہر لحظہ اور ہر آن درُود پاک کے ذکر ہی مشغول ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درُود شریف بھیجتے ہیں (اور بھیجتے رہیں گے) اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درُود و سلام بھیجو۔
اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ظاہر فرمایا ہے

کہ میری جناب میں میرے حبیب پاک سیّد الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی کتنی قدر و منزلت ہے کہ میں اور میرے فرشتے ہر وقت اس ذاتِ مقدّس پر دُرود شریف بھیجتے رہتے ہیں۔

قرآن پاک میں احکام خداوندی عموماً صیغہ امر سے شروع ہوتے ہیں۔ لیکن آیۂ مذکورہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنی اور اپنے ملائکہ کی درود خوانی کا ذکر پہلے فرما کر پھر ہمیں حکم صادر فرمایا ہے: "اے مومنین تم بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام بھیجو"۔ یوں تو ہر حالت میں حکم جناب باری واجب العمل ہے اور نافرمانی کرنے والا گنہگار ہے۔ لیکن جب بادشاہ سلامت بنفسِ نفیس کسی کام کی طرف توجہ فرما دیں اور مقربانِ شاہی بھی اس کارِ خیر میں شامل ہوں تو اس کام کی اہمیّت کس قدر بڑھ جاتی ہے۔ اور لوگوں کا شاہی حکم پر عمل پیرا ہونا کس قدر ضروری ہو جاتا ہے۔

درُود شریف کے فضائل و برکات اس کثرت سے ہیں کہ بیان سے باہر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں:۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (جو مجھ پر ایک مرتبہ درُود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار نظرِ رحمت فرماتا ہے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم روٗف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْہُ عَشْرَ خَطِیْئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ ط وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَکَتَبَ

لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ ط جو ہم پر ایک بار درود پاک بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے۔ اس کی دس خطائیں معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے۔ (اور ایک روایت میں ہے) اس کے لیئے دس نیکیاں لکھتا ہے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری ملاقات جبریل علیہ السلام سے ہوئی۔ اس نے عرض کی میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ (جو آپ پر سلام بھیجتا ہے میں اس پر سلام بھیجتا ہوں۔ جو آپ پر درود پڑھتا ہے میں اس پر درود پڑھتا ہوں۔ یعنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب یا حقدار وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پاک پڑھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سعید کے وقت ہر مسلمان پر درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ جو شخص آپ کا نام مبارک سن کر درود شریف نہیں پڑھتا وہ بڑے درجے کا ذلیل، بخیل اور گمراہ ہے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا میں

دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود (شریف) نہ پڑھے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو) جس کے پاس میں ذکر کیا جاؤں۔ پس وہ مجھ پر درود (شریف) نہ بھیجے۔

سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ اِنَّ الْبَخِیْلَ کُلَّ الْبَخِیْلِ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فرماتے ہیں شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔ وہ بہت بڑا بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے۔ پس وہ مجھ پر درود (شریف) نہ پڑھے۔

فرماتے ہیں قبلہ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم لَا یَرٰی وَجْھِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ اس کو ہمارا چہرہ انور دیکھنا نصیب نہ ہوگا جس کے پاس ہمارا ذکر ہو اور وہ ہم پر درود (پاک) نہ بھیجے۔

شہنشاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ مَنْ ذُکِرْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ دَخَلَ النَّارَ جس کے روبرو میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود (شریف) نہ پڑھے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

❖ ❖ ❖ ❖

آج کل اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب فرضی نماز سے فارغ ہو کر

مساجد میں باآواز بلند ندائیہ درُود شریف

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه)

مل کر پڑھا جاتا ہے۔ تو بعض بیمار دلوں پر بھَیس لگتی ہے۔ اور وہ طرح طرح کے بہانے بنا کر اس درُود شریف کے ذکر سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ بعد میں آنے والے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے (حالانکہ قصوروار نمازیوں کو ڈانٹنا چاہیئے جو تارک الجماعت ہیں) اور کبھی مذکورہ درُود شریف پر اعتراض کرتے ہوئے زبان طعن دراز کرتے ہیں کہ اصلی اور افضل درُود شریف وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جملہ درُود شریف اہل بدعت کے ایجاد کردہ ہیں۔ حسد ایک ایسا ایندھن ہے کہ انسان کی نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ متعصّب اور بدعقیدہ علما، اور ان کے جاہل پیروکار اس درُود شریف پر اس لیئے معترض ہیں کہ اس میں لفظ یا ہے جو حاضر و ناظر کیلئے بولا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسُول اللّٰہ" کہنا شرک جانتے ہیں۔ غیر مقلّدین کو چھوڑیئے مصیبت تو یہ ہے کہ جو لوگ حنفیت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بنتے ہیں۔ وہ بھی نجدی عقائد کے حامی نظر آتے ہیں۔ اور حنفیّت کی آڑ میں اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کر کے صحیح العقیدہ مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ اس قسم کے بے ادب لوگوں سے یہ بات خلاف توقع نہیں کہ سیّدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ متبرکہ پڑھ کر ان پر بھی وہی فتوے چسپاں کر دیں۔

جو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنے والے اہل سنّت و جماعت پر
لگانے کے عادی ہیں۔ کیونکہ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدہ
کے آخری دو اشعار میں جو درود شریف نظم فرمایا ہے۔ وہ بھی ان لوگوں
کے عقائد کے منافی اور نمازوالے درود شریف سے بالکل مختلف ہے
مذکورہ ہر دو اشعار اور درود شریف کی ترکیب ملاحظہ فرمایئے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا عَلَمَ الْهُدٰى وَعَلٰى
صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيْعِهِمْ وَالتَّابِعِيْنَ
وَكُلِّ مَنْ وَّالَاكَا

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ متبرکہ کا آغاز "یا
سَیِّدَ السَّادَاتِ" سے اور اختتام "یَا عَلَمَ الْهُدٰى" پر کیا ہے۔
گویا شروع میں بھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو خطاب حاضر سے یاد
کیا ہے اور اخیر میں بھی آپ کو حاضر و ناظر اور حیات النبی جان کر مذکورہ
درود شریف قلمبند فرمایا ہے۔ جس کا پڑھنا اور سننا مدعیان توحید
اور دعویداران اصلی حنفیت کی طبع نازک پر شاید گراں ہو۔ ہماری دعا ہے
کہ اللہ تعالیٰ سیّدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خیر
کرے۔ اور یاران بے وفا و بدگماں کے فتوے کی زد سے محفوظ
رکھے۔ آمین ثم آمین۔

قَصِيْدَۃُ النُّعْمَان حنفی عقائد کا صحیح مرقع ہے۔ اگر کوئی
صاحب تعصّب کی پٹی اتار کر اور حق شناسی کی عینک لگا کر اس کا مطالعہ
کریگا تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس پر حق واضح ہو جائے گا اور اس کو معلوم ہو جائے

گا کہ صحیح العقیدہ احناف کون ہیں اور جھوٹے مدعیان کون! منافق خصلت لوگ ہر زمانے میں ہوا کرتے ہیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے ازبس ضروری ہے کہ بدعقیدہ علما اور ان کے بے ادب پیروکار مبلّغین کی صحبت سے اجتناب کیا جائے کیونکہ ؎ یارِ بد بدتر بود از مارِ بد۔ قصیدہ ھذا محک العقائد (عقائد کی کسوٹی) ہے۔ ہر عالم، خطیب اور امام مسجد کے عقائد اس کسوٹی پر پرکھ لو۔ بعدہٗ اس کے درس میں بیٹھو۔ اس کا وعظ سنو اور اس کی اقتدا میں نمازیں ادا کرو۔ اگر کسی محلّہ کی مسجد کا امام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ گرامی کو حاضر و ناظر سمجھنا شرک جانتا ہے۔ آپ کے علم غیب میں شک کرتا ہے۔ سیّدنا حضرت غوث الثقلین پیرانِ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف کا منکر ہے، اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اس کے نزدیک شرک ہے۔ انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام کو اپنے جیسا بشر سمجھتا ہے تو یقین جان لو اس کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ اپنے تئیں حنفی، نقشبندی، چشتی، یا سہروردی وغیرہ ظاہر کرتا ہے۔ ایسے شخص کا اعتبار نہ کریں۔ فوراً اپنی مسجد سے علیحدہ کر دیں۔ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ غیر عقیدہ مُلّا نے عموماً حنفیت کا برقعہ اوڑھ کر اہل سنّت وجماعت کی مساجد میں عہدۂ امامت سنبھال لیتے ہیں۔ شروع شروع میں نیاز اور گیارھویں شریف کا طعام بڑی خوشی سے کھاتے ہیں۔ موتیٰ کے قُل اور چالیسواں وغیرہ کے صدقات بھی بخوشی قبول کرتے ہیں۔ جب آہستہ آہستہ سادہ لوح اور کم علم نمازیوں سے چند آدمیوں کو اپنا ہمنوا اور ہم خیال بنا لیتے ہیں تو کھلم کھلا اپنے عقائدِ باطلہ کی تبلیغ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ محلّہ میں فتور

مچ جاتا ہے۔ نمازی دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں مسجد جو امن کی جگہ ہے فساد کا مرکز بن جاتی ہے۔ اہل سنّت و جماعت کا فرض ہے کہ ابتدا میں اس فتنہ کی روک تھام کریں کسی شخص کو امام مقرر کرنے سے قبل اس کے عقائد کی اچھی طرح جانچ پڑتال کریں۔ اگر وہ حنفی عقائد کی کسوٹی پر پورا اترے تو پھر اس کا تقرر عمل میں لائیں ورنہ اس سے فوراً کنارہ کشی کریں۔ کیونکہ صرف چند دنوں کے لیے بھی اگر آپ نے کسی مفسدہ پرداز حنفی نما غیر مقلد کو اپنی مسجد میں جگہ دے دی تو وہ ایسا فتنہ برپا کرے گا جس کا بعد میں سدِّ باب کرنا نہایت مشکل ہو جائے گا ؎

سرِ چشمہ شاید گرفتن بمیل
چو پُر شد نشاید گزشتن بہ پیل

دُور شو از اختلاطِ یارِ بد — یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند — یارِ بد بر جان و بر ایماں زند

انتباہ

حنفیت کا نقلی جبّہ اور جعلی دستار پہننے والوں نے اپنے تبلیغی مشن کو کامیاب بنانے کیلئے پیری مریدی اور گنڈا تعویذ کا ایک نیا ادارہ کھول دیا ہے۔ اگرچہ ہمیں ان کے اس ڈیپارٹمنٹ (شعبہ) کے متعلق ابھی تک مفصّل حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ تاہم سیدھے سادھے حنفی العقائد مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ ان کی عیارانہ چالوں سے بچیں اور کسی غیر عقیدہ چشتی، نقشبندی یا جعلساز پیر کے ہاتھ میں ہاتھ

دینے سے قبل مولینا روم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر ضرور عمل کریں ؎

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

آدمی صورت بہت ابلیس ہیں،
زاہدانہ چار صد ادر لبیس ہیں

ان کی باتوں میں نہ آجانا کبھی!
ایسے پیروں کا نہ دم کھانا کبھی

تمّت بالخیر

الحج

از افقر الفقرا غلامِ غلامانِ قادری (حافظ برکت علی قادری)

مترجم: قصیدۃ النعمان غفرلہ الرحمٰن

جو جو ایس قصیدے اندر عشق محبت والڑیاں
رمزاں رمز شناس ہی جانے کی جانن دل کالڑیاں

جس جذبے وچہ لکھیا حضرت پاک امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
اسنوں سمجھے عشق دیوانہ یا کوئی راز دا محرم

کر منظوم عربی دے اندر غم جد بہت ستایا
حاضر آ دربار شہاندے دل دا حال سُنایا

حافظ اک نادار نماناں علموں عملوں خالی

عالماں دے اُستاد دی اے تصنیف لطیف نرالی
ٹُٹڑی پُھٹڑی وچہ پنجابی ترجمہ کر کے آیا
ہو جائے منظوری، دائم رہے اقبال سوایا
ڈھک تو صدقہ شاہ جیلانی رضی اللہ عنہ عیب پوشیدہ میرے
جُرماں والی وادی اندر لا بیٹھا ہیں ڈیرے
محشر دے دن باغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وچہ خوش اِلحاں جد آون
بُلبلاں، طوطیاں، قمریاں، کوئلاں گیت سجن دے گاون
پڑھن قصیدہ پاک امام بھی، عربی راگ الاون
وجد اندر آ حوریاں نوریاں رَل مِل جھمبر پاون
یا شہِ میراں رضی اللہ عنہ حافظ نوں بھی سَد دربارِ رسالت
گو لائق نہیں پر سُن لینا کر کے خاص عنایت
جس دل مہر محبت ناہیں حضرتِ شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
جہڑا دل اے خالی اُلفتوں حضرتِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اُس دل نے کی کھٹیا حافظ اس دنیا وچہ آ کے
یا رب نال محبت ماریں پاک حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مِلا کے

مثنوی معراج شریف

شاہِ خوبانِ دو عالم ﷺ کی ثنا — کر سکے کس طرح عقلِ نارسا

شانِ اعلیٰ رحمۃ اللعالمیں ﷺ — خاتمِ پیغمبران ﷺ و شاہِ دیں

کون جانے بجز خدائے ذوالجلال — مرتبہ دانِ حبیبِ ﷺ باکمال

یہ علوِ شان پھر بھی شہِ اُمم ﷺ — ہم سیہ کاروں کی خاطر دمبدم

بخششِ امّت کا غم کھاتے رہے — کس قدر جور و ستم سر پر سہے

اِھدِ قومی یہ نہیں ہیں جانتے — منصبِ عالی نہیں پہچانتے

وقتِ مغرب ایکدن شاہِ ہدیٰ ﷺ — تھے دل آزردہ وہ محبوبِ خدا ﷺ

آئے سوئے اُمِّ ہانی نیک خو — ہے کوئی درکار مہماں خوبرو

بولی قرباں! میں کہاں میرے نصیب — میرے گھر مہماں ہوں مولا کے حبیب ﷺ

قدم رنجہ آپ فرماویں اگر — رشکِ جنت کیوں نہ بنجائے یہ گھر

آئیے آنکھوں پہ میری یا نبی — شکرِ حق! قسمت نے کی ہے یاوری

بھیجتے پیغامِ آمد گر حضور ﷺ — کرتی کچھ تیار مہمانی ضرور

سُن کے فرمایا شہِ ابرار ﷺ نے — ہے کیا رنجیدہ دل کفار نے

گوشۂ تنہائی فقط درکار ہے
ماسوی اللہ سے یہ دل بیزار ہے

بیٹھ تنہائی میں یادِ حق کروں
خالق و مالک سے حالِ دل کہوں

اُمّہانی کر دیا خالی مکاں!
واسطے شاہنشہ ہر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

غم کی حالت میں ہوئے خلوت نشیں
آنجنابِ سرورِ دُنیا و دیں! صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ مولا سے ہوا سرشارِ دل
اُمّتِ عاصی کا جو غمخوارِ دل

اِستراحت گھر میں فرمانے لگے
فکرِ اُمّت دل میں فرمانے لگے

ذاتِ حق کو کب گوارا تھا ملال
رنج و غم اس صاحبِ حُسن و جمال

حکم صادر کر دیا جبریل کو
ساتھ اسرافیل میکائیل کو

جاؤ خدمتگار بن کر تم وہاں
ہے جہاں آرامگاہ آرامِ جاں

پھر کہا جبریل سے روح الامیں
اے امانتدار رازِ مُرسلیں!

لیکے جنت سے براق تیز رَو
پہنچ جلدی راہ نوردِ راہ رَو

ہے کیا پیدا تمہیں کافور سے
سرورِ عالم کو اپنے نور سے صلی اللہ علیہ وسلم

ہو نا نہ آرام میں ان کے مُخل
طبعِ نازک ہو نہ جائے مُضمحل

صد ادب آداب شاہانہ بجا
چومنا پائے مبارک مہ لقا،

کھولیں جب چشمِ مبارک ناز سے
کہنا پھر خدمت میں اک انداز سے

سلّم اللہ علیک صد سلام
یا حبیبی سیّدی خیر الانام

ہے مجھے ارشادِ ربُ العالمیں
خالقِ سبع سماوات و زمیں

بنکے خادم سیّد السّادات ﷺ کا
شان و شوکت سے یہاں لاؤ بلا

اشتیاقِ دید ہے اُس ماہ رو
میں انہیں دیکھوں وہ مجھ کو روبرو

آج بے پردہ جمالِ یار ہو
حاسدِ بدخواہ ذلیل و خوار ہو

راز ہائے دل کہوں اُن سے سنوں
تا حبیبِ پاک ﷺ کو راضی کروں

اسلئے لایا ہوں خدمت میں براق
چلئے ہو سوار با صد طُمطراق

سنتے ہی فرمانِ حق نور الہدےٰ
جھب ہوئے تیار محبوبِ خدا ﷺ

سر مبارک پہ عمامہ کی پھبن
جامہائے نور کر کے زیبِ تن

لائے پھر تشریف در بیت الحرام
خوش لباس و خوشخصال و خوش خرام

آبِ زمزم سے وضو فرما حضور ﷺ
طوفِ کعبہ سے ہوئے فارغ حضور ﷺ

وادیٔ بطحا میں آئے شاہ دیں ﷺ
عرض یوں کرنے لگے روح الامیں

یارسول اللہ ﷺ سواری کیجئے
بندۂ کمتر کو ہمراہ لیجئے

لیک کچھ مغموم سے آئے نظر
پوچھا جبرائیل نے خیر البشر ﷺ

کس لئے غمگین اور ناشاد ہیں
آپ گر خوش ہیں تو ہم بھی شاد ہیں

اے رفیقِ راہ کیا تدبیر ہے ‏— فکرِ امّت مجھ کو دامنگیر ہے

آیا پیغامِ الٰہ ربِّ جلیل ‏— فکر کیوں کرتے ہو اے میرے خلیل!

کیوں نہ بخشوں آپ کی امّت شہا ‏— ہے رضا جو آپ کی میری رضا

جو کرے محبوب وہ منظور ہے ‏— عشق کی منزل میں یہ دستور ہے

سن کے مژدہ بخششِ امّت جناب ‏— سرورِ کل سروراں عالیجناب

شہسوارِ مالکِ ہر دو جہاں ‏— بیتِ اقدس کی طرف ہوئے رواں

شان اک شانِ خدا کی شان تھی ‏— شاہِ شاہاں کی سواری جب چلی

وادیٔ بطحیٰ جلو خانہ حضور ‏— نور کا ہر چار جانب تھا ظہور

تھے جلو میں نور افشاں نوریاں ‏— منتظر افلاک پر تھیں حوریاں

نور کی آواز باتیں نور کی ‏— نور کی تھی بزم چادر نور کی

تھے جلو دارِ شہنشاہِ مبیں ‏— حضرتِ میکال جبریلِ امیں

مشعلیں نوری لئے قدوسیاں ‏— شمعیں کافوری لئے ملکوتیاں

نورِ حق تھا جلوہ گر ہر چار سو ‏— من رّاٰنی قد رأی الحق ہو بہو

اس سماں پُر نور میں حق نے کہا ‏— اے مرے جبریل کر ہمت ذرا

ہے اجازت رو دیئے پُر انوار سے ‏— دو ہٹا اک پردہ ہائے راز سے

کی اطاعت حکمِ ربِ رُوحُ الامیں — اس قدر آداب سے صد آفریں!

ایک پردہ جب ذرا سرکا دیا — غُلغلہ صلِّ علیٰ برپا ہُوا

اک تجلی چہرۂ شمسُ الضحیٰ — نور کا مینہ ناگہاں برسا دیا

نور کے دریا سمندر بہ گئے — نوریاں منہ اپنا لے کر رہ گئے

اک جھلک سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں — مشعلیں سب ماند مدھم پڑ گئیں

لاکھ ہوں روشن چراغانِ جہاں — ہیچ ہیں پیشِ چراغِ آسماں

مسجدِ اقصےٰ میں در چشم زدن — پہنچے سالارِ حرم شاہِ زمن صلی اللہ علیہ وسلم

انبیا مشتاق تھے دیدار کے — سیدِ کونین شہِ ابرار کے صلی اللہ علیہ وسلم

بہرِ استقبالِ شاہِ مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم — سر جھکائے تھے کھڑے سب رہبراں

کی ادا نبیوں نے دو رکعت نماز — تھے امام الانبیا فخرِ حجاز صلی اللہ علیہ وسلم

مسجدِ اقصےٰ سے سوئے آسماں — لے گئے تشریف شاہِ دلبراں صلی اللہ علیہ وسلم

آسماں اوّل پہ جب پہنچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! — آئے استقبال کو حضرت صفی علیہ السلام

تا ششم گئے دیکھتے آیاتِ ربّ — بعدہٗ ہفتم فلک پر آئے جب

تھے خلیل اللہ علیہ السلام وہاں جلوہ نما — مسجدِ معمُور سے تکیہ لگا

کس محبت سے خلیلِ حق ملے — مرحبا صد مرحبا کہتے ہوئے

واں سے رخصت ہو کے پھر شاہِ زمن ﷺ   سفر فرماتے ہوئے اندر وطن

پہنچے بر سدرہ مقامِ جبرائیل   شجر عالیشان با ظلِّ ظلیل

سدرہ سدرہ ہوا بہرِ مکیں!   دست بستہ عرض کی روح الامیں

اس سے آگے بڑھنے کی طاقت نہیں   گر بڑھوں خطرہ ہے جل جاؤں کہیں

میری معذوری کو شاہا دیکھیے   بندۂ الفت کو رخصت دیجیے

شیوۂ اہلِ محبت ہے کہاں   ناز سے فرمایا شاہِ دوجہاں ﷺ

دوستوں سے اس طرح پہلو تہی!   ولولہ عشق و محبت ہے یہی؟

بھولتے ہو وعدہ اے میرے ندیم   یخلف المیعاد کب شانِ کریم؟

ہو گئے پھر پابوس وہ سدرہ نشیں   خادمِ بے دام شاہِ مرسلیں ﷺ

التجا کی اے مرے بندہ نواز   آپ پر روشن عیاں ہیں جملہ راز

قصہ کوتاہ از رہِ شفقت حبیب ﷺ   اسکو دے رخصت چلے آگے حبیب ﷺ

قطع فرما کر حجب بے انتہا   پہنچے اک اعلیٰ مقامِ نور ہا

یاں براقِ تیز رو اور تیز گام   چلنے سے عاری ہوا وہ خوش خرام

اس سے آگے بیٹھ رفرف پر حضور ﷺ   پردہ ہائے آب و ظلمت باد و نور

قطع فرماتے ہوئے تا ساقِ عرش   پہنچے از فضلِ الٰہ ربِّ عرش

اُدْنُ مِنِّی یا حبیبی سیدی (صلی اللہ علیہ وسلم) — ربِّ برتر سے صدا آنے لگی

اُدْنُ مِنِّی بہترینِ مخلوقِ کُل — سرورِ جملہ جہاں فخرِ رُسُل (صلی اللہ علیہ وسلم)

اُدْنُ مِنِّی کا تقاضا بار بار — ہوتا تھا منجانب پروردگار

پہنچے جب عرشِ معلّٰی کے قریب — صاحبِ لولاک مولا کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)

غوثِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نائبِ خیر الوریٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) — بہرِ استقبالِ شاہِ دوسرا (صلی اللہ علیہ وسلم)

حاضرِ خدمت ہوئے یوں عرض کی — یا حبیب اللہ یا میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

مجھ کو بھی شرفِ زیارت دیجئے — اپنی خدمت سے مشرف کیجئے

آپ کے قدموں پہ قرباں لاکھ جاں — دلبرِ جاں آفریں، جانِ جہاں

رکھیئے کاندھوں پہ میرے پائے ناز — نازبرداروں کو کیجے سرفراز

رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) مشفق حبیب — حضرتِ میراں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا خوش نصیب

نام نامی کیا ہے، اے ماہِ لقا — غیب سے آواز دی ربّ العلیٰ

آپ کے فرزند ذیشاں ارجمند — عبدِ قادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ذی ہمم رتبہ بلند،

دیکھ کر بیحد ہوئے خوش شاہِ زماں (صلی اللہ علیہ وسلم) — دلبرِ خود پیرِ پیرانِ جہاں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پھر یہ فرمایا مرے لختِ جگر — اے مرے محبوب اے عالی گہر

آپ کی گردن پہ ہیں میرے قدم — اولیا سب آپ کے زیرِ قدم

دوشِ اقدس پر اُٹھا کر غوثِ پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) — اپنے جدّ پاک کو محبوبِ پاک (صلے اللہ علیہ وسلم) (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آن میں پہنچے سرِ عرشِ مجید — خدمتِ ربِّ ذوی المجدِ مجید

حبّذا صد مرحبا صد مرحبا — اُدْنُ مِنّی اُدْنُ مِنّی کی صدا

اشتیاقِ دیدِ حبیب حد سے بڑھا — تھا دَنیٰ فَتَدَلّٰی والا ماجرا

قربِ شاہاں تھا قابَ قوسینِ مثال — اس سے بھی نزدیک جانے ذُوالجلال

جو منزّہ قیدِ اطراف و زماں — کس طرح وہ آسکے اندر بیاں

اَوْحٰی مَا اَوْحٰی کے اسرارِ نہاں — یا الٰہ جانے یا سرکارِ جہاں

گفتگو راز و نیازِ دلبراں — سمجھ آسکتی نہیں نامحرماں

ایک لمحہ میں گئے آئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) — صاحبِ المعراج نورٌ فوقَ نور

بسترہ تھا گرم اور زنجیر بھی — اُس درِ اقدس کی حرکت کر رہی

فہمہائے قاصر اند اہلِ عقول — رازہائے عشق کے اند فضول

حافظا خاموش چوں افسانہ کرد — رازِ ایں شب ربِّ ذی احسان و مجد

صد ہزاراں بار گو صد ہا سلام

برنبیٔ پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) و آلِ اطہر تمام

بر شہِ جیلان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آں عالی مقام

حافظ جملہ مریدانند مدام — از داستانِ غم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہِ بغداد کا جلوہ

خدا خود والہ و شیدا جنابِ غوثِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہر عالم میں ہے سودا جنابِ غوثِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بشر شیدا ملک شیدا زمین و آسماں شیدا
جسے دیکھا وہی شیدا جنابِ غوثِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو دیکھے اک نظر بھر کر شہِ بغداد کا جلوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رہے تا حشر متوالا جنابِ غوثِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعالیٰ اللہ زہے حسن و جمالِ شاہِ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عجب حسنِ جہاں آرا جنابِ غوثِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دلِ مضطر کی کیفیت بدل جاتی ہے دم بھر میں
ہے کیا پُر کیف نظّارا جنابِ غوثِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلالِ پاک کی ہیبت ہے چھائی سارے عالم میں
ہے ہر سُو بج رہا ڈنکا جنابِ غوثِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اگر وہ ناز سے پوچھیں تو کس کا بندہ ہے حافظ
کہوں بے ساختہ شاہا "جنابِ غوثِ اعظم کا" رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از
داستانِ غم

داستانِ غم

دیوان نعتیہ کلام

مریضانِ محبت کی دوا اور غذا

نعتہائے جناب سرورِ دو عالم، نبی مکرم، نورِ مجسم، ہادیٔ انس و جان، رحمتِ عالمیاں، **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قصیدۃ النعمان من تصنیف لطیف امام الائمہ، پیشوائے اہلسنت وجماعت، سیدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ معہ منظوم پنجابی ترجمہ

مثنوی معراج شریف

در مدح حضور خاتونِ جنت، سیدۃ النساء فی الجنۃ علیہما الصلوٰۃ والسلام

در مدح

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ • امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ • سیدنا، مرشدنا، شیرِ خدا، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

در منقبت

سیدنا سرکار حضرت امام حسن علیہ السلام • سید الشہداء، امام الصابرین، سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام

عالی مقام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام • عالی مقام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

نعتہائے

عالی سرکار، سلطان الاولیاء والعارفین، محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، شہباز لامکانی

پیرِ پیراں، حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ النورانی

سلامِ شوق

بحضور فرزند اکبر غوث پاک رضی اللہ عنہ ارفع و اعلیٰ حضرت پیر سید عبدالرزاق رضی اللہ عنہ

تصنیف: محرمِ اسرارِ خفی و جلی، محبوبِ غوثِ صمداں، حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

دربارِ عالیہ محفل خانہ غوث پاک کوچہ غوثیہ نیا بازار مابین لوہاری و شاہ عالمی گیٹ لاہور

شائع کردہ: الشیخ سید غلام دستگیر قادری سجادہ نشین دربارِ عالیہ

نوٹ: سارا کلام "تُو" اور "تیرا" کے الفاظ سے پاک ہے۔

ہدیہ ۱۵۰ روپے

غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ)
32۔ سرکلر روڈ
بیرون شاہ عالمی دروازہ لاہور فون: 7657160

من تصنیف لطیف

قدوۃ المشائخ والسالکین زبدۃ العارفین لوامع انوار قلوب حضرت شیخ سید ابو صالح نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن

تاج عارفین پیشوائے سالکین امام المحققین زبدۃ الواصلین ارفع واعلیٰ حضرت الحافظ جمال العراق پیر سید شیخ تاج الدین

ابو بکر عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن

شیخ المشائخ سلطان الاولیاء والعارفین قطب الاقطاب فرد الاحباب غوث صمدانی نور ربانی قندیل نورانی شہباز لامکانی محبوب سبحانی سید السادات سیدنا حضرت شیخ سید محی الدین ابی محمد عبد القادر الجیلانی قدس سرہ العزیز النورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نوٹ: اس میں شک نہیں کہ دلائل الخیرات درود شریف کی ایک نہایت مشہور و معروف تصنیف ہے۔ مگر یہ نایاب تحفۂ صلوٰۃ وسلام جو قریباً ۸ سو برس سے ایک قلمی نسخہ کی شکل میں کتب خانہ غوثیہ بغداد شریف میں محفوظ چلا آ رہا ہے اپنی ضخامت اور ندرت کے لحاظ سے عدیم النظیر ہے۔ درود شریف کا یہ ضخیم نسخہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ علامہ اجل اور قابل ترین مصنف (سیدنا و مرشدنا عالیجناب حضرت ابی صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) توصیف رسالت میں ہر درود شریف کے ساتھ جو الفاظ ایک بار استعمال کئے ہیں پھر ان کا اعادہ نہیں کیا۔ یعنی ہر درود شریف کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ مختلف اور نرالے انداز میں قلمبند فرمائے ہیں جو انتہائی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے ؂

ملنے کا پتہ: غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ) 32 سرکلر روڈ بیرون شاہ عالمی دروازہ لاہور